https://ataunnabi.blogspot.com/

رضی اللہ عنہ

شانِ امیر معاویہ

و

ممانعت تصویر جاندار

تحریر

حضرت مولانا ابو محمد دیدار علی شاہ الوری ثم لاہوری

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تَنۡوِیۡرُ الۡعَیۡنَیۡنِ عَنۡ غِشَاوَۃِ التَّصَاوِیۡرِ وَتَوۡھِیۡنِ الۡاَمِیۡرَیۡنِ

شانِ امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

و

ممانعتِ تصویرِ جاندار

تحریر

امام المحدثین امام اہل سنت حضرت مولانا ابو محمد محمد دیدار علی شاہ الوری ثم لاہوری

رحمہ اللہ تعالٰی

سابق امیر مرکزی حزب الاحناف، لاہور

ناشر

رضا اکیڈمی، لاہور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سلسلہ کتب 227

نام کتاب: .... شانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ومما نعت تصویر جاندار

مصنف: .... امام المحدثین مولانا علامہ سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ محدث الوریٰ ثم لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ

تحریک وترتیب: .... محمد عبدالحکیم شرف قادری جامعہ اسلامیہ، لاہور

تصحیح: .... حافظ محمد شاہد اقبال دارالعلوم انجمن نعمانیہ، لاہور

اشاعت ثانی: .... ذوالقعدہ ۱۴۲۵ھ/ جنوری 2005ء

صفحات 48

ناشر: .... رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

ہدیہ: .... دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی

مطبع: .... احمد سجاد آرٹ پریس، لاہور فون 7357159

نوٹ

بیرون جات کے حضرات بیس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ)

محبوب روڈ۔ رضا چوک۔ مسجد رضا۔ چاہ میراں فون 7650440

لاہور نمبر ۳۹

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰

اظہار واقعہ

جب کہ حضرت مخدوم العصر، وحید الدہر، حجۃ الاسلام، امام اہل سنت، ماحی بدعت، قبلہ و کعبہ، والد ماجد، مولانا مولوی سید حاجی ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب امیر مرکزی انجمن حزب الاحناف، ہند، لاہور انجمن نعمانیہ میں بعہدۂ صدر مدرس رونق افروز تھے جس کو تقریباً آج سولہ سترہ برس گزرتے ہیں، ایک مضمون اخبار ''الہلال'' میں حضرت ممدوح نے ملاحظہ فرمایا جو ابوالکلام آزاد صاحب کی طرف منسوب تھا۔ اس میں سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تاریخی واقعات سے سخت سخت ناگفتہ بہ الزامات تھے اور روانی تحریر میں لکھتے لکھتے آزاد صاحب نے اس مضمون کو یہ کہہ کر قوت دی تھی کہ ہم کہاں تک تاریخ پر پانی پھیریں؟۔

حضرت ممدوح نے بغرض ہدایت و تذکیر آزاد صاحب کو یہ مضمون لکھ کر روانہ کیا اور اس میں بتایا کہ اگر آپ قرآن کریم و احادیث کو تاریخ سے مقدم مانتے ہیں تو لامحالہ ہر اس تاریخی خبر پر پانی پھیریں گے جو قرآن و حدیث کے خلاف ہوگی اور قبل دلائل براءت امیر تحریر فرمانے کے خود آزاد صاحب کو متنبہ کیا تھا کہ آپ آیات قرآنی کے ساتھ تصاویر جو بھرتے چلے جا رہے ہیں، کیا یہ شریعت مطہرہ کے نزدیک جائز ہے؟ مانا کہ آپ آزاد اور ابوالکلام ہیں، مگر ایسی بھی کیا آزادی کہ جس چیز سے اسلام اور بانی اسلام اس قدر نفرت کریں کہ علی الاعلان فرمائیں:

لَاتَدْخُلُ الْمَلٰئِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ اَوْتَصَاوِیْرُ

''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصاویر ہوں۔''

اسے آپ انہیں فرمان اور قرآن کے ساتھ ساتھ اپنے جریدہ میں شائع کریں اور تصویر فروشی کا بھی خیال دل میں نہ لائیں۔

مگر چونکہ اس زمانہ میں وہ پرچہ کسی وجہ سے ضبط ہوگیا۔ الہلال میں شائع نہ ہوسکا۔ لیکن اراکین انجمن نعمانیہ نے اسے اپنے ماہواری رسالہ میں طبع کرا دیا تھا۔ چونکہ وہ اشاعت محدود اور بغایت محدود تھی، کسی کے پاس پہنچا، کہیں نہ پہنچا۔ اب جبکہ اراکین بزم تنظیم نے اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مضمون کو دیکھا تو ضرورتِ وقت کے لحاظ سے اس کی اشاعت کو مفید سمجھا، لہذا اندرِ ناظرین ہے۔

اشاعتِ سابقہ اور موجودہ میں صرف اتنا تبدل و تغیر ہے کہ اس وقت بصورت خط آزاد صاحب کو لکھا گیا تھا۔ اب بصورت رسالہ طبع ہوا ہے۔

امید ہے کہ ناظرین رسالہ کو اول سے اخیر تک ملاحظہ فرما کر فیصلہ کریں گے کہ جو لوگ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں محض تاریخ کی بنا پر اوندھی سیدھی ہانک دیتے ہیں۔ وہ کہاں تک حق بجانب ہیں اور، جو لوگ اپنے مکانوں کو تصاویر سے مزین رکھتے ہیں، وہ کس حد تک اتباع سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کر رہے ہیں؟ وما علینا الا البلاغ۔

فقیر قادری ابوالحسنات سید محمد احمد عفی عنہ

خطیب مسجد وزیر خان، لاہور

نوٹ:۔ حضرت امام المحدثین مولانا سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ الوری رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۹۱۷ء میں لاہور سے آگرہ تشریف لے گئے تھے، اس سے پہلے وہ دارالعلوم انجمن نعمانیہ، لاہور میں تدریس فرماتے رہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تحریر آج سے ۸۸ سال پہلے کی ہے، تاہم اس کی افادیت آج بھی برقرار ہے، اس لئے اسے رضا اکیڈمی، لاہور کی طرف سے شائع کیا جا رہا ہے، یہ قیمتی اور نایاب رسالہ اپنے ذخیرۂ کتب سے فراہم کرنے پر اراکین رضا اکیڈمی، شیخ القرآن مولانا علامہ علی احمد سندیلوی مدظلہ کے شکرگزار ہیں، مولائے کریم جل مجدہ العظیم انہیں اور اراکین رضا اکیڈمی کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

یاد رہے کہ حضرت امام المحدثین رحمہ اللہ تعالیٰ کا مزار قدیم حزب الاحناف، واقع چنگڑ محلہ اندرون دہلی دروازہ، لاہور میں ہے، حضرت غازیٔ کشمیر مولانا علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اور مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمہما اللہ تعالیٰ آپ کے نامور فرزندان گرامی تھے۔

۱۸ر شوال ۱۴۲۵ھ
یکم دسمبر ۲۰۰۴ء

محمد عبد الحکیم شرف قادری

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

آج دنیا میں بڑے بڑے عالم، واعظ، ایڈیٹر، دین کے فدائی، اسلام کے شیدائی اپنی تقاریر میں نہایت دردمند لہجہ میں حمایتِ اسلام کی دعوت دے رہے ہیں اور خود امدادِ اسلام پر کمر بستہ نظر آتے ہیں، اور پھر یہ ماتم ایک شہر ایک قریہ میں نہیں۔ بلکہ اغیار کے تشدد و مظالم کا مرثیہ گھر گھر میں پڑھا جا رہا ہے۔ ہر واعظ، لیکچرار، لیڈر، مُبلّغ یہی سنا رہا ہے کہ ہم غایتِ انحطاط میں آ گئے ہیں۔ ہر طرف سے یہی صدا ہے کہ مسلمانو! ہوش میں آؤ۔ اب تمہاری ذلت و رسوائی حد کو پہنچ گئی۔ مگر آج تک کوئی یہ نہیں بتاتا کہ ہماری ذلت و رسوائی، ہماری خواری و بربادی اس درجہ پر پہنچ جانے کے باوجود ہم سب کس حق سے مدعی ایمان ہیں؟ جبکہ قرآن کریم میں صاف اور صریح لفظوں میں ارشاد ہے: وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ یعنی تم ہمیشہ بلند و بالا دست ہو گے، اگر تم مومن رہے۔

آج ہم اس کے برعکس دیکھ رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہم جس قدر ترقی و ارتقاء کی جدوجہد کرتے ہیں۔ اسی قدر قعرِ مذلّت میں پڑ رہے ہیں۔ اغیار ترقی دنیاوی میں ہم سے دور چلے گئے۔ اور ہم ہیں کہ بجائے ترقی کے دن بدن دینی و دنیوی ارتقاء میں پست ہوئے جا رہے ہیں۔ اس صورت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہمارے عوام و خواص مومن نہیں رہے۔ اور ان کا دعوئ ایمانی غلط ہے؟ اس کے جواب میں اگر میرا خیال غلطی نہیں کرتا تو کہوں گا اور صاف کہوں گا، کہ اگرچہ ہم مومن ہیں اور یقیناً مومن ہیں، مگر چونکہ حبلِ متینِ شریعتِ مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء ہمارے ہاتھ سے چھوٹ گئی ہے۔ اس وجہ سے ایمان کامل ہم میں نہیں رہا۔

اور اس کا سبب یہی نظر آتا ہے کہ بعض آمر بالمعروف و ناہی عن المنکر افراد نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احکامِ شرعی کی دعوت تو بدستور جاری رکھی مگر خود عامل نہ رہے، اور جو عامل آمر ہیں، ان کی طرف سے عوام میں وہ بدظنی پھیلا دی کہ ان کی آواز کے لئے عوام کے پاس گوشِ قبول نہ رہے۔ اور وہ اپنی خواہشات کے پیرو ہو گئے، اسی وجہ میں ہم پر ذلت وادبار کی گھٹائیں چھا گئیں۔ ہر سمت سے ہم پر دشمنانِ اسلام کی یورشیں ہونے لگ گئیں۔ ورنہ ہم ہی مسلمان ایک دن وہ تھے کہ دشمن کے دل میں ہمارا وقار اور ہمارا رعب تھا۔ ہماری عزت وحرمت کی جاتی تھی۔

چنانچہ ابوالکلام آزاد صاحب جیسے مدعی حمایت اسلام کا اخبار "الہلال" ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ روز چہارشنبہ جب میری نظر سے گزرا تو جو میرا خیال تھا یقین کی حد تک پہنچ گیا۔ چنانچہ الہلال کے ٹائیٹل پر تو آیت مذکورہ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ درج تھی اور اندر صفحہ ۳ سے صفحہ ۷ تک ایک مضمون بعنوان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر درج تھا اور نہایت پر جوش طرز میں لکھتے لکھتے لکھنا شروع کیا کہ:

"اممِ قدیمہ کی گمراہی کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ یہ فرض امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہمیشہ علماء ورؤساء دین کے قبضۂ اقتدار میں رہا۔ اسی لئے جب تک وہ خود حق پر قائم رہے، ہدایت قائم رہی اور جب وہ گمراہ ہو گئے تو قوم بھی برباد ہو گئی۔ اسلام نے اس مرض کا یہ علاج تجویز کیا کہ امر بالمعروف ہر فرد امت کا فرض قرار دیا۔ اور اس کی پوری ذمہ داری قوم پر پھیلا دی، یعنی ہر مومن جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا اقرار کرتا ہے، بمجرد اقرار اس کا عہد کر لیتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو قیامِ حق اور انسدادِ باطل کا ذمہ دار سمجھے گا۔

اور لطف یہ کہ خود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذمہ دار ہو کر اپنی ذات کے لئے عامل نہیں، چنانچہ میں نے ایک مضمون آزاد صاحب کو اس طرح لکھا اور بتایا کہ آپ کے اس مضمون سے میں بہت خوش ہوا۔ مگر باوجود اعتراف ہیچمیرزی وہیچمدانی چونکہ میں بھی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک فردامت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں، بایں وجہ کیا میرا یہ فرض نہیں کہ آپ جیسے شیدائیان قوم ومعاونین اسلام سے جو منکرات بصورت معروف ظہور میں آرہے ہیں۔ اگر انسداد نہ کر سکوں تو متنبہ بھی نہ کروں۔ اگر چہ میں کچھ نہ ہی بقول کسے:

صوفی ہوں، نہ رند ہوں، نہ واعظ۔ مگر دلدادہ نام مصطفیٰ ہوں۔

اور پھر اگر میری تحریر و تحقیق میں کوئی خطا ہو تو اس سے مجھے مطلع کرنا، نہ صرف آپ کا فرض ہے۔ بلکہ ہر فرد مومن پر لازم وضروری ہے۔ اور میرے خیال میں کسی کی غلطی پر کسی کو مطلع کر دینا گناہ نہیں۔ بلکہ بموجب حدیث صحیح مسلم شریف جو آپ نے الہلال مذکورہ کے صفحہ ۶ پر نقل کی ہے۔ "کوئی بھی مسلمان اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے سکوت کرے گا تو ضعیف الایمان کہلائے گا" اور بموجب حدیث ترمذی شریف جو حضرت حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ "مردود الدعاء اور مستحق عذاب ہوگا۔" چنانچہ مشکوٰۃ شریف مطبوعہ مجتبائی پریس دہلی کے صفحہ ۴۳۶ پر اس طرح موجود ہے۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَلَیُوْشِکَنَّ اللّٰہُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِہٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّہٗ وَلَا یُسْتَجَابُ لَکُمْ۔

(ترجمہ:) حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات مقدس کی جس کے ید قدرت میں میری جان ہے، البتہ! تم حکم کرتے رہو بھلی (اچھی) بات کا اور منع کرتے رہو بری بات سے، ورنہ قریب ہے کہ بھیجے گا اللہ جل وعلا وتبارک وتعالیٰ تم پر اپنی طرف سے ایسا عذاب کہ پھر دعا مانگو گے اور قبول نہ ہوگی۔

اب غور کر لیجئے کہ ہم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چونکہ چھوڑ دیا، یہی وجہ ہے کہ آج ہم پر وہ عذاب بصورت حملۂ مخالفین آرہے ہیں، اور باآنکہ ہم ان حملہ کنندگان کے مٹنے کی دعائیں کر رہے ہیں، مگر وہ نہیں مٹتے۔ فرمایئے کیا باعث ہے؟ یہی نا کہ آج بے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوچے آپ جیسے آمر بالمعروف نے کہہ دیا کہ مطلقاً ہر فرد امت بلا حصول شعور امورِ دین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مستحق ہے۔ جس کے صریح معنی یہ ہوئے کہ علماء دین اور کتب مُدَوَّنہ محققین سب بیکار ہیں۔ یہ تحریک چونکہ خلاف قرآن حکیم ہے، لہٰذا میرا فرض ہے کہ میں آپ کو متنبہ کروں کہ پہلے قرآن کریم کا مطالعہ فرمائیں، پھر خامہ فرسائی کیلئے اسلام میں آئیں، ملاحظہ ہو۔ ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ۔

(ترجمہ:) اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہوا کہ اُن کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کرے اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائے اس امید پر کہ وہ بچیں۔

جس کا صاف مفہوم یہ ہے کہ تمام مومنین تو جمع ہو کر فقاہت حاصل کرنے کو سفر نہیں کر سکتے۔ مگر ایک جماعت فقاہت حاصل کر کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کی مجاز ہو سکتی ہے، تعجب ہے جس منصب کو جناب سبب گمراہی بتا رہے ہیں، قرآن کریم اس کا حکم فرما رہا ہے اور پھر نہ صرف ایک جگہ ارشاد ہے، بلکہ متعدد مقامات پر قرآن کریم یہی کہہ رہا ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

یعنی اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم کرے اور بری بات سے روکے اور یہی گروہ مراد کو پہنچے۔

اس سے بھی وہی مدعا ظاہر ہے کہ مسلمانوں میں ایک جماعت آمر بالمعروف اور ناہی عن المنکر ہونی چاہیے، تاکہ سب لوگ اس کے متبع ہو کر، اُس سے سیکھ کر، آپس میں ایک دوسرے کو سنائیں، سکھائیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ فتح الرحمٰن میں اس آیۂ کریمہ کے ماتحت فرماتے ہیں:

"یعنی واجب بالکفایہ است کہ جمیع بامر معروف و نہی عن المنکر قیام نمایند"

(واجب بالکفایہ ہے کہ سب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ قائم ہوں)

بنابراین واضح ولائح ہو گیا کہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ سے مراد زمرۂ علماء ہے اور اگر کل امت بھی مراد لی جائے تو خیر امت سے مراد وہی مسلمان ہو سکیں گے جو بموجب احادیث صحیحہ سوادِ اعظم کے اندر ہیں، وہ ہر گز نہیں جو سوادِ اعظم سے نکل کر "شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ" (جو سوادِ اعظم سے جدا ہوا وہ آگ میں ڈالا جائے گا) ہو گئے، چنانچہ اس بحث کو تقریباً ساٹھ آیات و احادیث سے ہم نے اپنی کتاب مختصر المیز ان میں نہایت وضاحت کے ساتھ لکھا ہے، من شاء فلینظر۔

علاوہ بریں آیۂ متلوہ کے آگے جو مضمون ہے وہ بھی ہمارے دعوے کی تائید کر رہا ہے۔ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَ ھُمُ الْبَیِّنٰتُ۔ یعنی اور ان جیسے نہ ہونا جو آپس میں پھٹ گئے اور ان میں پھوٹ پڑ گئی بعد اس کے کہ روشن نشانیاں انہیں آ چکی تھیں۔

مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ بھی فتح الرحمٰن میں اس آیۂ کریمہ کے نیچے لکھتے ہیں:

یعنی تفرق در اصول دین حرام است کہ جمعے معتزلی باشند و جمعے شیعہ و علی ہذا القیاس۔

(یعنی اصول دین میں فرقوں میں بٹ جانا حرام ہے، اس طرح کہ ایک جماعت معتزلی ہو اور ایک جماعت شیعہ ہو، اسی طرح دوسرے فرقے)

پھر کیا اب بھی آزاد صاحب کی یہ تحریر صحیح مانی جا سکتی ہے کہ امم سابقہ کی گمراہی کا یہ سبب تھا کہ یہ فرض امر بالمعروف و نہی عن المنکر وابستۂ علماء و رؤسا دین رہا، اور اس امت میں اس فرض کو وابستۂ علماء نہیں رکھا۔ اگر میرا خیال غلطی نہیں کرتا تو یقیناً آزاد صاحب کو بھی اس تحقیق کے سمجھ لینے کے بعد اپنی غلطی تسلیم کرنی پڑے گی، اور ماننا پڑے گا کہ جس طرح امم سابقہ میں یہ فرض وابستۂ علما تھا۔ اسی طرح امت مرحومہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وآلہ وسلم میں بھی یہ فرض وابستۂ علماء ورؤساء دین رہا ہے۔ لیکن جیسے زمانۂ ماضیہ میں عوام علماء حق گو کے دشمن ہو جایا کرتے تھے۔ ایسا ہی اب بھی بے دینی کی طرف مائل ہو جانے کی وجہ سے تحصیل علم دین سے تنفر پیدا ہو چلا ہے۔ علماء قدیم مرتے جارہے ہیں۔ جدید پیدا ہونے کم ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا طلب، جاہ پسند، نیم مولوی، مسٹر اور ایل۔ ایل۔ بی، مولانا بن بن کر قوم کے سامنے دین کے شیدائی اور ایمان کے مجسمہ بننے لگ گئے۔ اسٹیجوں پر کھڑے ہو کر فرزندِ توحید اور فداءِ اسلام ہونے کے مدعی ہوئے، جہلاء ان کے پیرو بنے۔ وہ طمع دنیاوی میں پڑے ہوئے حق چھپا کر قرآن وحدیث کے معنی میں ویسی ہی تحریفیں کرنے لگے، جیسے کہ توراۃ وانجیل میں کی گئیں۔

علماء حق گو نے جب ان کی عیاریاں، مکاریاں، بے دینیاں عوام کے سامنے پیش کیں۔ عوام کالانعام میں بدظنی بڑھی اور اتنی بڑھی کہ دونوں طرف سے بدظن ہو کر نہ اُدھر کے رہے نہ اِدھر کے۔ یہود میں تو آج علماء حق گو مفقود ہو گئے اور اگر ایک دو، رہے بھی تو بیان حق سے مجبور۔ البتہ! نصاریٰ میں تھے اور انہیں کا طفیل تھا کہ اکثر نصاریٰ خصوصاً حبشہ والے مع بادشاہ کے بے دینی سے بچ گئے اور شرفِ اسلام سے مشرف ہو گئے اور قرآن پاک نے ان کی تعریف فرمائی ہے:

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ آمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ آمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّا نَصَارٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ وَاِذَا سَمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ

(المائدہ: ۸۲۔۸۴)

ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گے اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے جو کہتے تھے ہم نصاریٰ ہیں، یہ اس لئے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور یہ غرور نہیں کرتے۔ اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اترا، تو ان کی آنکھیں دیکھو کہ آنسوؤں سے ابل رہی ہیں، اس لئے کہ وہ حق کو پہچان گئے۔ کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے! ہم ایمان لائے تو ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ لے اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر اور اس حق پر کہ ہمارے پاس آیا اور ہم طمع کرتے ہیں کہ ہمیں ہمارا رب نیک لوگوں کے ساتھ داخل کرے۔

اور جو نصاریٰ نام نہاد نصاریٰ ہیں اپنے علماء حق گو کے مثل یہود دشمن رہے، وہ طلب جاہ وجلال میں دین کو تباہ کر بیٹھے۔ چنانچہ ان دونوں فریق کے متعلق قرآن پاک میں صاف تصریح فرمائی گئی:

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ۔ (المائدہ: ۵/ ۷۸)

یعنی لعنت کیے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد اور عیسیٰ کی زبان پر، یہ بدلا ہے ان کی نافرمانی اور سرکشی کا۔

دوسری جگہ مطلقاً فرمایا:

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ۔

یعنی اور وہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخ والے ہیں۔

اور سرکار ابد قرار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت مفصل طریق سے اس طرح فرمایا۔ سنن ابی داؤد اور ترمذی شریف سے صاحب مشکوٰۃ نقل فرماتے ہیں:

"عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا وَقَعَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ فِى الْمَعَاصِىْ نَهَتْهُمْ عُلَمَاءُ هُمْ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَلَمْ یَنْتَهُوْا فَجَالَسُوْهُمْ فِیْ مَجَالِسِهِمْ فَآ کَلُوْهُمْ وَشَارَبُوْهُمْ فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَلَعَنَهُمْ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ ذَالِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانَ مُتَّکِئًا فَقَالَ لَا، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ حَتّٰی تَاطِرُوْهُمْ اَطْرًا وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ کَلَّا وَاللّٰهِ لَتَامُرِیْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَلَتَاخُذُوْنَ یَدَی الظَّالِمِ وَلَتَاطُرُنَّهٗ عَلَی الْحَقِّ اَطْرًا وَلَتَقْصُرُنَّهٗ عَلَی الْحَقِّ قَطْرًا وَلَیَضْرِبَنَّ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِکُمْ عَلٰی بَعْضٍ ثُمَّ لَیَلْعَنَکُمْ کَمَا لَعَنَهُمْ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ تعالیٰ وسلم نے فرمایا: جب بنی اسرائیل گناہوں میں پڑے۔ ان کے علماء نے منع کیا مگر باز نہ آئے، آخر علماء بھی انہیں کے ساتھ ہم پیالہ وہم نوالہ ہو گئے۔ آخرش ان عالموں کے دل بھی اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی کر دیے جیسے کہ ان کی قوم کے تھے، پھر اللہ جل وعلا وتبارک وتعالیٰ نے اُن پر بواسطہٗ داؤد وعیسیٰ علیہما السلام لعنت کی۔ یہ ان کی سرکشی ونافرمانی کا بدلہ تھا، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے تھے کہ فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ید قدرت میں میری جان ہے یہاں تک کہ تم منع کرو ان کو حق منع کرنے کا۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے (جو اِس کی تفصیل کر رہی ہے) فرمایا: واللہ! تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو، انہیں بری باتوں سے منع کرو اور ظالموں کو ظلم سے روکو حق کہہ کر اور حق پر قائم رہو، ورنہ تمہارے دل بدوں کے سے ہو جائیں گے اور اللہ تم کو بھی اپنی رحمت سے دور کر دے گا جیسے انہیں دور کر دیا۔

یہی سبب ہے کہ آج ہم میں بھی بنی اسرائیل جیسی بیماریاں پھیلیں یعنی دنیادار، علماءِ حقہ کے دشمن بن گئے اور دنیادار مولوی ان میں مل کر ہم پیالہ وہم نوالہ ہو کر تحصیل مال و منال کے لالچ میں ان کے ہم نوا ہو کر ان کی سی کہنے اور ان کی خواہش کے مطابق چلنے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لگے تو بموجب فرمان مخبر صادق رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم پر بھی نئی نئی صورتوں میں عذابِ الٰہی کا نزول ہونے لگ گیا۔ کہیں ظالم حاکم ہم پر مسلط ہو کر عذاب آیا، کہیں بے دینوں کے غلبہ سے ہم معذب کئے گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ اس نبی ابطحی روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیش گوئی کا ظہور ہے جو آج سے تیرہ سو برس قبل فرمائی جا چکی ہے، کہ جب اتباعِ شریعت چھوڑ دو گے۔ اللہ تمہارے دشمنوں کو تم پر مسلط کر دے گا۔ اس کا آج یہ ظہور ہے کہ ہر سمت سے مسلمانوں پر حملہ ہے، ہر طرف سے اسلام اور اہل اسلام کے لئے آوازہ بزن (مارو) ہے۔

بیّن ثبوت موجود ہے بمبئی میں ایام عشرۂ محرم پر مسلمان تعزیہ داری و دیگر خرافات خلاف شرع کے نہایت زور کے ساتھ مؤید بنے۔ علماء نے بہت کچھ منع کیا مگر نہ مانے آخرش جان و مال کا نقصان اٹھا کر ذلیل ہو کر تھوڑی مدت ہوئی کہ باز آئے، ورنہ عشرۂ محرم میں بمبئی جملہ فتنہ و فساد کے لئے مخصوص تھی۔

اور مذہب سے اس قدر تنفر کہ اگر کوئی خالص حنفی انجمن جو مرزائی قادیانی۔ چکڑالوی۔ اہل قرآنی، رافضی۔ خارجی۔ وہابی۔ غیر مقلد جملہ مذاہب باطلہ کا رد کرے اور امداد چاہے تو تنگدستی، قلتِ کاروبار، انسدادِ روزگار کے شکوے پیش ہوتے ہیں۔ لیکن اگر قادیانی یا بے دینوں کی کوئی انجمن مانگے تو اپنی حلال روزی سے اس میں دینا صحیح مصرف سمجھا جاتا ہے، اور جب وہ فتنہ مسلمانوں کے گاڑھے پسینہ کی کمائی سے اپنی بنیاد مضبوط کر لیتا ہے تو ہائے وائے کرتے ہیں مگر وہ بھی اوپر کے دل سے۔ یہی وجہ ہے کہ مخالفت کرتے کرتے جدھر سے کچھ مال ہاتھ آتا نظر آیا، ادھر ہی لڑھک گئے۔

دور کیوں جائیں ہمارے آزاد صاحب کے الہلال کو ہی دیکھ لو کہ ایک طرف تو ٹائیٹل پر تحریر کرتے ہیں۔

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

اور دوسری طرف یہ حال کہ الہلال کا کوئی پرچہ نہ ہوگا جس میں ذی روح کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تصاویر نہ ہوں۔ بآنکہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ تعالیٰ وسلم نے ایک جگہ ایک بار ایک طرح نہیں سینکڑوں طریق سے مخالفت فرمائی اور نفرت کی۔ مگر آج معیارِ تجارت اگر ہے تو تصویر۔ ترقی کا اگر کوئی ذریعہ ہے تو تصویر۔ تزئینِ مکانات کا اگر کوئی خاص سامان ہے تو تصویر۔ اور آزاد صاحب الہلال نے تو حد ہی کردی کہ زندہ تو زندہ، شہداء و غازیانِ بلقان تک کی تصاویر شائع کردیں اور ان تصاویر کے خریدنے کی ترغیب تک دلائی۔ اگر "صاحب الہلال" اپنے ضمیر اور حکمِ شرعی سے غور کریں گے تو انہیں یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ جس جس گھر میں ان کا جریدہ "الہلال" پہنچا، وہ ملائکۂ رحمت کی آمد سے محروم رہا اور اس کا گناہ آزاد صاحب کی گردن پر پڑا اور پڑے گا۔ اور وہ مکان جس میں ملائکہ رحمت کی آمد و رفت نہ ہو، منحوس بنا اور یہ سب کیوں ہوا؟ محض ایسے علماء کی طفیل ہوا جیسے آزاد صاحب ایڈیٹر الہلال۔

اب ذرا چشمِ ایمان سے ملاحظہ ہو کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں۔ بخاری شریف مطبوعہ مطبع مجتبائی ۱۳۳۵ھ، جلد اول، ص ۴۷۳ کتاب الانبیاء میں ہے:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّارَأٰی الصُّوَرَفِی الْبَیْتِ لَمْ یَدْخُلْ حَتّٰی اَمَرَھَافَمُحِیَتْ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتحِ مکہ کے دن جب تصاویر ذی روح خانۂ کعبہ میں دیکھیں۔ آپ کعبہ میں اس وقت تک داخل نہ ہوئے۔ جب تک کہ آپ کے حکم سے وہ نہ مٹادی گئیں۔

اور اسی صفحہ میں ہے:

قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْبَیْتَ فَوَجَدَفِیْہِ صُوْرَۃَ اِبْرَاھِیْمَ وَصُوْرَۃَ مَرْیَمَ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ فَقَالَ اَمَّاھُمْ فَقَدْ سَمِعُوْا اَنَّ الْمَلَائِکَۃَ لَاتَدْخُلُ بَیْتًافِیْہِ صُوْرَۃٌ ھٰذَااِبْرَاھِیْمُ مُصَوَّرٌ فَمَالَہٗ یَسْتَقْسِمُ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی راوی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تو آپ نے صورتِ ابراہیم و مریم علیہما السلام ملاحظہ فرمائی۔ آپ نے فرمایا: یہ مشرک سن چکے ہیں کہ جس گھر میں تصویر ہو وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے اور یہ صورت ابراہیم ہے۔ اس کو استقسام سے کوئی تعلق نہیں۔

(دیگر احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ تصویر ابراہیم بنا کر مشرکین نے ان کے ہاتھ میں قلم دے دی تھی جس کے ذریعہ فال لیا کرتے تھے۔ اور اسے استقسام کہتے تھے۔)

ترمذی شریف میں ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتٰی جِبْرَئِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَقَالَ اَتَیْتُکَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ یَمْنَعْنِیْ اَنْ اَکُوْنَ دَخَلْتُ عَلَیْکَ الْبَیْتَ الَّذِیْ کُنْتَ فِیْهِ اِلَّا اَنَّهُ کَانَ فِی الْبَیْتِ تِمْثَالُ الرِّجَالِ وَکَانَ فِی الْبَیْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِیْهِ تَمَاثِیْلُ وَکَانَ فِی الْبَیْتِ کَلْبٌ فَمُرْ بِرَاْسِ التِّمْثَالِ الَّذِیْ بِالْبَابِ فَلْیُقْطَعْ فَیَصِیْرُ کَهَیْئَةِ الشَّجَرَةِ وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْیُقْطَعْ وَیُجْعَلُ مِنْهُ وِسَادَتَیْنِ مُنْتَبَذَتَیْنِ تُوْطَآنِ وَمُرْ بِالْکَلْبِ فَیُخْرَجُ فَفَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

(ترمذی شریف ۲/۱۰۴)

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے پاس جبرئیل آئے اور عرض کیا کہ شب گذشتہ میں میں حاضر ہوا تھا مگر چونکہ در اقدس پر تصویر تھی اور گھر کے اندر ایک کتا، میں داخل نہ ہو سکا، لہذا اس تصویر کا سر کٹوا دیجیے کہ وہ مثل درخت کے ہو جائے اور پردہ بھی کٹوا کر اس کے دو تکیے بنوا لیجیے کہ پامال ہوتے رہیں۔ اور کتے کو گھر سے نکال دیجیے، چنانچہ سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وسلم نے ایسا ہی کیا۔

اور مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث بخاری ومسلم سے متفق علیہ ہے

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قُلْتُ اِشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوْرَةُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ ـ متفق علیه

(مشکوٰۃ شریف: ص ۳۸۵)

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک فرش خریدا جس میں تصاویر تھیں۔ جب اسے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا، دروازہ مکان پر ٹھہرے۔ اور گھر میں تشریف نہ لائے۔ سیدہ فرمائی ہیں کہ میں نے حضور کے روئے انور سے آثار کراہیت پا کر عرض کیا، حضور میں اللہ اور رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں اس گناہ سے جو مجھ سے سرزد ہوا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ فرش کیسا ہے؟ میں نے عرض کی، حضور کے لیے میں نے خریدا ہے کہ جب تشریف لائیں، اس پر رونق افروز ہوں اور تکیہ لگائیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تصویر کش (تصویر کھینچنے والے) بروز قیامت معذّب ہوں گے۔ انہیں کہا جائے گا انہیں زندہ کرو اور فرمایا: بے شک جس گھر میں تصویر ہو ملائکہ رحمت اس گھر میں نہیں داخل ہوتے۔

علاوہ ازیں ایسے مضمون کی صحاح میں بہت احادیث آئی ہیں فَمَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ (جو چاہے ان کا مطالعہ کرے) بناء علیہ جمیع فقہاء و محققین فرماتے ہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَيُكْرَهُ اَنْ يُصَلِّيَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ اَوْفَوْقَ رَاْسِهٖ اَوْعَلٰى يَمِيْنِهٖ اَوْعَلٰى يَسَارِهٖ اَوْ فِيْ ثَوْبِهٖ تَصَاوِيْرُ۔

یعنی مکروہ ہے ایسی صورت میں نماز پڑھنا کہ اس کے آگے یا سر پر یا دائیں یا بائیں جانب یا کپڑے پر تصاویر ہوں۔

آگے فرماتے ہیں:

وَفِي الْبِسَاطِ رِوَايَتَانِ وَالصَّحِيْحُ اَنَّهٗ لَايُكْرَهُ اِذَالَمْ يَسْجُدْعَلَى التَّصَاوِيْرِ هٰذَا اِذَاكَانَتْ بِصُوْرَةٍ كَبِيْرَةٍ تَبْدُوْلِلنَّاظِرِمِنْ غَيْرِ تَكَلُّفٍ كَذَافِيْ فَتَاوٰى قَاضِيْ خَانْ. وَلَوْكَانَتْ صَغِيْرَةً بِحَيْثُ لَاتَبْدُوْ لِلنَّاظِرِ اِلَّا بِتَاَمُّلٍ فَلَا يُكْرَهُ وَاِنْ قُطِعَ الرَّاْسُ فَلَابَاسَ بِهٖ وَقَطْعُ الرَّاْسِ اَنْ يُمْحٰى رَاْسُهَا بِخَيْطٍ يُخَاطُ عَلَيْهَا حَتّٰى لَمْ يَبْقَ لِلرَّاْسِ اَثَرٌ اَصْلًا وَلَوْخِيْطَ بَيْنَ الرَّاْسِ وَالْجَسَدِلَايُعْتَبَرُلِاَنَّ مِنَ الطُّيُوْرِمَاهُوَمُطَوَّقٌ وَاَشَدُّهَا كَرَاهِيَةً اَنْ تَكُوْنَ اَمَامَ الْمُصَلِّيْ ثُمَّ فَوْقَ رَاْسِهٖ ثُمَّ يَمِيْنَهٗ ثُمَّ يَسَارَهٗ ثُمَّ خَلْفَهٗ هٰكَذَا فِي الْكَافِيْ وَفِي التَّهْذِيْبِ وَلَوْكَانَتْ عَلٰى وِسَادَةٍ مَّنْصُوْبَةٍ بَيْنَ يَدَيْهِ يُكْرَهُ وَلَوْكَانَتْ مُلْقَاةً لَا يُكْرَهُ كَذَا فِي التَّاتَارْخَانِيَةِ وَلَايُكْرَهُ تِمْثَالُ غَيْرِذِيْ رُوْحٍ كَذَافِي التَّفَاسِيْرِ۔

یعنی فرش کے متعلق دو حکم ہیں اور صحیح یہ ہے کہ اگر تصویر پر سجدہ نہ ہو تو مکروہ نہیں اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ تصویر اتنی بڑی ہو کہ دیکھنے والے کو صاف بلا تکلف نظر آئے۔ ایسا ہی فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر وہ تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ دیکھنے والے کو بتامل (غور کرنے سے) نظر آئے تو بھی مکروہ نہیں ہے اور اگر تصویر کا سر کاٹ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں اور قطع راٰس یہ ہے کہ اس کو مٹا دیا جائے ڈوروں سے، حتی کہ سر کا اصلا نشان نہ رہے اور اگر سر اور جسد تصویر کے درمیان کو ڈوروں سے سیا جائے تو غیر معتبر ہے، اس لئے کہ بہت جانوروں کے گلے میں طوق کا خط بھی ہوتا ہے، اور سخت کراہیت یہ ہے کہ نمازی کے آگے تصویر ہو، دوسرے ادنی یہ کہ سر پر ہو، اس سے ادنی یہ کہ داہنے یا بائیں طرف ہو یا پیچھے ہو،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایسا ہی کافی میں ہے اور تہذیب میں ہے کہ اگر تکیہ میں منصوب (کھڑا) ہو تو مکروہ ہے اور اگر پیروں میں پڑا ہوا ہے تو مکروہ نہیں ـــــ اور تصاویر غیر ذی روح مکروہ نہیں۔ ایسا ہی تفاسیر میں ہے۔ اور مسلم شریف میں ہے:

عَنْ اَبِیْ صَالِحِ نِ الْاَسَدِیِّ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَلَا اَبْعَثُکَ عَلٰی مَا بَعَثَنِیْ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَہٗ ۔ الخ

یعنی حضرت ابو صالح راوی ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے مجھے فرمایا: کہ کیا نہ بھیجوں میں تجھے اس کام پر جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا اور وہ یہ کہ نہ چھوڑوں میں کوئی تصویر مگر اس کو محو کر دوں۔ (مٹا دوں)

اسی وجہ میں صاحب کبیری فرماتے ہیں:

وَلَوْرَاٰی صُوْرَۃً فِیْ بَیْتِ غَیْرِہٖ یَجُوْزُ لَہٗ مَحْوُھَا وَتَغْیِیْرُھَا۔

یعنی اگر کسی غیر کے گھر تصویر دیکھی جائے تو اس کا مٹانا بدون مرضی صاحبِ مکان جائز ہے۔

پھر ایک تصویر ہی کیا قریب قریب ہر کام میں ناجائز طریقہ ہمارے بڑے بڑے اور نام نہاد جاہ طلب علماء نے اختیار کر رکھا ہے، زبان و قلم سے اسلام کے شیدائی دین کے فدائی اور اصل میں دل سے دنیا کے سودائی بنے ہوئے ہیں۔ جواز اور عدم جواز صرف کہنے اور اعلان کرنے کو ہے، اپنے لئے نہیں۔

چنانچہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مبیع معدوم و مجہول کی بیع سے منع فرمایا: مسلم شریف میں ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَۃِ وَالْمُزَابَنَۃِ وَالْمُعَاوَمَۃِ وَالْمُخَابَرَۃِ

اور دوسری روایت میں ہے:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ السِّنِیْنَ۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح حدیث ہذا میں تحریر فرماتے ہیں:

وَاَمَّا النَّهْیُ عَنْ بَیْعِ الْمُعَاوَمَةِ وَبَیْعِ السِّنِیْنَ وَمَعْنَاهُ اَنْ یَّبِیْعَ ثَمَرَ الشَّجَرَةِ عَامَیْنِ اَوْ ثَلٰثَةً اَوْ اَکْثَرَ فَیُنْهٰی بَیْعُ الْمُعَاوَمَةِ وَهُوَ بَیْعُ السِّنِیْنَ وَهُوَ بَاطِلٌ"۔

یعنی بیع السنین اور بیع معاومہ کے یہ معنی ہیں کہ فقط ایک درخت کے پھل یا بہت سے درختوں کے پھلوں کو برس یا دو تین برس کیلئے بیچ دے۔ یہ بیع بالا جماع باطل ہے۔

نَقَلَ الْاِجْمَاعَ فِیْهِ اِبْنُ الْمُنْذِرِ وَغَیْرُهٗ بِهٰذِهِ الْاَحَادِیْثِ وَلِاَنَّهٗ بَیْعُ غَرَرٍ لِاَنَّهٗ بَیْعُ مَعْدُوْمٍ وَمَجْهُوْلٍ غَیْرُ مَقْدُوْرٍ عَلٰی تَسْلِیْمِهٖ وَغَیْرُ مَمْلُوْکٍ لِلْعَاقِدِ۔

یعنی یہ اجماع ابن منذر وغیرہ نے ان احادیث کی بنا پر نقل کیا اور اس لئے کہ یہ بیع ایسی شئے کی ہے جو معدوم ہے اور مجہول بھی، جس کی تسلیم پر نہ بائع قادر، نہ وہ ملکیت بائع۔ بلکہ ابھی یہی نہیں معلوم کہ اس درخت پر پھل آئیں گے بھی یا نہیں اور آئیں گے تو کتنے؟

اسی مسئلے کی وجہ میں میرے محب جناب قاضی عبدالوحید صاحب عظیم آبادی نے اپنے رسالہ تحفہ حنفیہ کے خریداروں کو اعلان کر دیا تھا کہ جو صاحب مجھے قیمت رسالہ بھیجیں وہ محض بہ نیت امداد بھیجیں کہ بیع معدوم باطل ہے۔

اب ملاحظہ ہو رسالہ القاسم دیوبند اور آزاد صاحب کا الہلال وغیرہ وغیرہ جملہ رسالہ جات واخبارات کا یہ حال ہے کہ باوجود ذی علم ہونے کے پیشگی قیمت طلب کی جاتی ہے۔ تا آنکہ سال بھر تک ہر ماہ کے اختتام پر اس رسالہ کا وجود ظاہر ہوتا ہے۔ مگر چونکہ اس میں آمدنی کے خلاف معاملہ ہے، اس لئے اس امر سے تعلق ہی نہیں، اگرچہ اوروں کے کہنے سننے کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حق ہر فرد مسلم کو بنایا جائے۔

اب خصوصیت سے آزاد صاحب "ابوالکلام مالک "الہلال" پر افسوس ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ اول تو کہہ گئے کہ بدعات محدثات زمانہ پرنظر ڈالتے ہوئے ہم کو بدعات محدثات بنی اُمیہ کے ذکر کی مہلت نہیں۔مگر خودمدعی امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہوکرعلانیہ طور سے سرگرم تصویرفروش بنے ہوئے ہیں۔شہداء وغازیان بلقان وغیرہ اور ایڈیٹران مصر کے فوٹوخوداتارے یااتروائے ہوں گے،تاکہ پیسہ ہاتھ آئے،پھر بھی بذریعہ سینمااعلان تماشہ ہوا اور فرضی تصاویر یااصلی تصاویر کومتحرک کر کے دکھایااورشہداء کا تماشہ بنایا۔اوراس فعل مذموم کا نام فعل حسن رکھا کہ اس ذریعہ سے مسلمانوں کے دلوں میں جوش اسلامی پیدا ہوگا اورخودموقعہ واردات پرپہنچ کرشہیدتو کیاغازی بھی نہ بنے۔اور بنے بھی تو کیا بنے مظلومین وشہداء کے فوٹوگرافر۔اوران کی بے کسی وبے بسی کا تماشہ دکھانے والے۔اِنَّـالِلّٰهِ وَاِنَّااِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۔کیاان کی نظر میں یہ فرامین سردارانبیاء نہ تھے؟میں کہوں گااوردعوے سے کہوں گا کہ تھے اورضرور تھے،مگرخواہشات ترقی دنیانے وہ پردہ ڈال رکھاہے کہ حقیقت نظرہی نہیں آتی اورعمل نیک کی توفیق ہی نہیں ہوتی۔

قرآن کریم میں لشکر کفار سے لڑائی کے وقت پیٹھ پھیرکرآنے کواکبرالکبائر بتایا گیا ہے۔سورۂ انفال میں ہے:

يَـاأَيُّهَـاالَّـذِيْـنَ آمَـنُـوْااِذَالَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْازَحْفًافَلَاتُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗ اِلَّامُتَحَرِّفًالِّقِتَالٍ اَوْمُتَحَيِّزًااِلٰى فِئَةٍ فَقَدْبَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ۔

یعنی اے ایمان والو!جب کافروں کے لام سے تمہارامقابلہ ہوتو انہیں پیٹھ نہ دو اور جواس دن انہیں پیٹھ دے گامگرلڑائی کا ہنرکرنے یااپنی جماعت میں جاملنے کوتو وہ اللہ کے غضب میں پلٹا۔اوراس کاٹھکانہ دوزخ ہے۔

توکیاآزادصاحب جنگ بلقان کے موقع پرجاکرتماشہ دیکھ کرمسلمانوں کوکٹتا چھوڑکر،فوٹولے کر،پیٹھ دے کرنہیں آئے؟اللہ ہمیں ہدایت دے اورتوفیق توبہ عطافرمائے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے ادبی

پھر آزاد صاحب اپنی غایت آزادی میں یہاں تک بڑھے کہ علماء وفضلاء حق کو کو تو خیر جو کچھ کہا، اس پر صبر تھا مگر صحابہ اور اجلہ صحابہ تک کو بعض اخبار واحاد اور تاریخی حالات کی بنا پر برا بھلا کہہ گئے۔ حتی کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی کوس گئے اور جی بھر کے جو زبان وقلم میں آیا کہہ گئے، باآنکہ آیات واحادیث صحیحہ کے مقابلہ میں محققین کے نزدیک اخبار تاریخی وخبر آحاد کسی طرح نہیں آسکتیں، مگر آزاد صاحب ہیں کہ اپنے جوش آزادی میں تمام آیات واحادیث کی طرف سے چشم پوشی کر گئے، بلکہ ان تواریخ تک کو نظر انداز کر گئے جن سے ثابت ہے کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید پلید کو خود خلیفہ نہیں کیا اور کوئی اخباری روایت لی بھی تو وہ لی جس سے ثابت ہو کہ حضرت امیر نے بلا مشورہ اہل اسلام یزید کو پسند کر کے خود خلیفہ مقرر کیا۔ اور اس قسم کی تاریخی خبریں نقل کر کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افعال قبیحہ گن ڈالے۔ چنانچہ ۲۹ محرم ۱۳۳۱ھ الہلال کے صفحہ ۶ پر اس طرح لکھا۔

"انہوں نے (بنوامیہ نے جس سے بقرینۂ عبارت آئندہ حضرت امیر معاویہ مراد ہیں) اسلام کی جمہوریت کو غارت کر کے اس کی جگہ شخصی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ جو یقیناً اعتقاد قرآنی کی رو سے کفر جلی ہے۔"

پھر اس کفر جلی کو نہ کسی آیت سے ثابت کیا، نہ حدیث سے۔ حالانکہ اس کی مخالفت حدیث صحیح بخاری ومسلم سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی خلافت پر حین حیات میں مقرر فرمادیا تھا اور اس میں آزاد صاحب کی شرط کا کھوج بھی نہیں کہ اسلام کی جمہوریت تعیین خلیفہ کے لئے شرط ہے۔

چنانچہ بخاری شریف کے صفحہ ۱۰۷۳ میں ہے:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قِيْلَ لِعُمَرَ اَلَا تَسْتَخْلِفُ قَالَ اِنْ اَسْتَخْلِفْ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَقَدِاسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَخَيْرٌ مِّنِّي وَهُوَاَبُوْبَكْرٍوَاِنْ اَتْرُكْ فَقَدْتَرَكَ مَنْ هُوَخَيْرٌ مِّنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَثْنَوْاعَلَيْهِ۔

اس کی شرح میں مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری مرحوم ومغفور فتح الباری، عینی، کرمانی اور مجمع البحار وغیرہ سے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں: وَفِيْهِ دَلِيْلٌ" عَلٰى اَنَّ الْخِلَافَةَ تَحْصُلُ بِنَصِّ الْاِمَامِ السَّابِقِ ۔اور اسی سبب سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے جلیل القدر صحابی نے عبدالملک بن مروان کی خلافت پر بیعت نامہ تحریر فرمادیا، جس کا تذکرہ بخاری شریف میں ص ۱۰۶۹ پر ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍقَالَ لَمَّابَايَعَ النَّاسُ عَبْدَالْمَلِكِ كَتَبَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ عَبْدِالْمَلِكِ اَمِيْرِالْمُؤْمِنِيْنَ اِنِّيْ اُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِاللّٰهِ عَبْدِالْمَلِكِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْمَااسْتَطَعْتُ وَاِنَّ بَنِيَّ قَدْاَقَرُّوْا بِذَالِكَ۔

یعنی عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ جب عبدالملک کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عبدالملک کو اس طرح تحریر فرمایا کہ بے شک میں اقرار کرتا ہوں اطاعت وفرمانبرداری عبداللہ عبدالملک امیر المومنین کی۔ یہ پابندی سنت اللہ وسنت رسول اللہ بقدر اپنی طاقت کے اور میرے بیٹے بھی اس اقرار : ے و تسلیم کرتے ہیں۔

افسوس ہے کہ ایک تاریخی روایت کی بناپر احادیث وقرآن کے خلاف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محض فرضی اعتقاد وقرآن گھڑ کر خانہ ساز کفر جلی کا مرتکب بنادیا اور یہ نہ سمجھا کہ کفر جلی پر راضی ہونے والا کافر ہوتا ہے۔

بحر الرائق میں ہے: اَلرِّضَابِكُفْرِ غَيْرِهٖ كُفْرٌ" اور جب یہی اصول آزاد صاحب کا ہے تو بنابرایں اصول انہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق بھی وہی خیال رکھنا پڑے گا۔ معاذ اللہ!

پھر اپنے "الہلال" ۲۹ محرم ۱۳۳۱ھ ص ۴ پر لکھتے ہیں۔ "کہیں [illegible]ؤں کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جماعتیں مرتکب فساد بن گئیں۔ کہیں کسی بڑی جماعت کے تسلط نے اپنی ضلالت کی باگ اس کے ہاتھ میں دے دی ہے۔" مذہبی پیشواؤں سے مراد تو غالباً آزاد صاحب کے نزدیک بے دین فرقہ مثل روافض، خوارج، معتزلہ، وہابیہ ہوں گے۔ مگر بڑی جماعت سے مراد سوائے اہل سنت و جماعت کے اور کون ہو سکتی ہیں؟ لیکن اگر خدانخواستہ بڑی جماعت سے مراد اہل سنت و جماعت ہیں تو صریح احادیث کے خلاف مضمون ہے اور اس کے سوا دوسری بڑی جماعت کوئی ہو بھی نہیں سکتی۔

ابن ماجہ شریف میں ہے:۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاتَجْتَمِعُ اُمَّتِیُ عَلَی الضَّلَالَةِ فَاِذَا رَأَیْتُمُ اِخْتِلَافًا فَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِالْاَعْظَمِ مَنْ شَذَّشُذَّفِی النَّارِ۔

یعنی حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی اور اگر تم اس میں اختلاف دیکھو تو بڑی جماعت کو لازم پکڑو اور جو نکل گیا اس بڑی جماعت سے وہ جہنم میں پھینک دیا گیا۔

اور دوسری حدیث میں اس امر کی بھی تصریح ہے کہ وہ بڑی جماعت اہل سنت و جماعت کی ہے۔ چنانچہ اس میں یہ اور ہے کہ صحابۂ کرام نے عرض کیا: "مَنْ هُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ "حضور! وہ بڑی جماعت کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَااَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیُ وَهِیَ السَّوَادُ الْاَعْظَمُ وَهِیَ الْجَمَاعَةُ جس میں میں اور میرے اصحاب ہوں، وہی بڑی جماعت اور بڑا گروہ ہے۔

اس قسم کے مضامین کی بہت سی احادیث ہیں، منجملہ ان کے میں نے اپنے رسالہ مختصر المیزان بکلام السبحان میں قریب اسی ۸۰ احادیث کے جمع کر دی ہیں اور وہ سواد اعظم اہل سنت و جماعت ہیں، اس کا ثبوت قرآن کریم سے بھی دیا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں یہ بھی بتایا ہے کہ سچی کتاب الٰہی وہ ہو سکتی ہے جس میں خدائی قوتیں پائی جائیں اور خدائی قوت وہ کہی جا سکتی ہے جس کا مقابلہ بداہتہ انسان نہ کر سکے اور ایسی قوتیں سوائے کلام اللہ شریف کے کسی کتاب میں نہیں ہیں۔ مَنْ شَاءَ فَلْیَنْظُرْ۔ (جو چاہے دیکھ لے)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چوٹ کرنے کے لئے دو حدیثیں نکالیں اور ان سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظالم بادشاہوں سے تھے اور مطالعہ کو وسیع نہ کیا جس سے ایک جلیل القدر صحابی کی اہانت کے مجرم بنے۔ حسب موقع مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اول ان دو حدیثوں کو نقل کریں جو آزاد صاحب ۲۸/ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ھ کے "الہلال" صفحہ ۹ پر نقل کر کے خوب جی بھر کے سب کچھ کہہ گئے ہیں، بعدہ حقِ امیر معاویہ میں مفصل تحقیق نذر ناظرین کریں۔ وَاللّٰہُ الْمُؤَیِّدُ وَالْمُعِیْنُ وَبِہٖ نَسْتَعِیْنُ۔

وہ حدیث جو الہلال میں نقل کی گئی یہ ہے:۔

عَنِ ابْنِ بَشِیْرٍ عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَکُوْنُ النُّبُوَّۃُ فِیْکُمْ مَاشَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ مَاشَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ یَرْفَعُہُ اللّٰہُ ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًا فِیْکُمْ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَّکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً فَیَکُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ۔ قَالَ حَبِیْبٌ فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ کَتَبْتُ اِلَیْہِ ھٰذِہِ الْحَدِیْثَ۔ اُذَکِّرُہٗ اِیَّاہُ وَقُلْتُ اَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنَ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بَعْدَ الْمُلْکِ الْعَاضِ وَالْجَبْرِیَّۃِ۔

(اور دوسری حدیث)

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُمْھَانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَفِیْنَۃُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْخِلَافَۃُ بَعْدِیْ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلٰثُوْنَ سَنَۃً ثُمَّ مُلْکٌ۔ الخ

ترجمہ حدیث اول: یعنی حضرت ابن بشیر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نبوت جب تک اللہ چاہے تم میں رہے گی۔ پھر منہاج نبوت پر خلافت رہے گی۔ جب تک اللہ چاہے، پھر اسے اللہ اٹھالے گا۔ پھر ملک عاصب تم میں ہوں گے، پھر ملک (بادشاہ) جابر، پھر اخیر میں وہی خلافت علی منہاج النبوت ہوگی۔ حبیب کہتے ہیں کہ جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے، میں نے ان کو یہ حدیث لکھ کر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھیجی تاکہ وہ یاد کرلیں کہ خلافت علی منہاج النبوت کے بعد جابر بادشاہ ہوں گے (اور میں نے لکھا کہ) میں گمان کرتا ہوں کہ متبع نبوت آپ خلیفہ ہیں، حضرت سفینہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ خلافت میری امت میں تیس برس رہے گی، پھر بادشاہ ہوں گے۔

اس سے آزاد صاحب نے ثابت کرنا چاہا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ہی جابر بادشاہوں سے تھے۔ مگر اول تو ان حدیثوں کا جواب انہیں حدیثوں میں موجود ہے۔ اس لئے کہ دونوں حدیثوں میں ایک مرتبہ سے دوسرے مرتبہ کا عطف ثم کے ساتھ کر کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ ثُمَّ یَرْفَعُهَا اللّٰهُ پھر ثم سے عطف کر کے ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا غَاصِبًا آیا ہے اور اسی طرح دوسری حدیث میں ہے۔

جس سے ظاہر ہے کہ مقصود سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ ہرگز نہیں کہ خلافت علی منہاج النبوت معاً تیس برس کے بعد اٹھ جائے گی۔ بلکہ بمقتضاء ثُمَّ ظاہر ہے کہ بتدریج تراخی کے ساتھ خلافت علی منہاج النبوت رہے گی۔ اسی طرح دوسرے ثم کے اقتضاء سے ظاہر ہے کہ بادشاہ ظالم بھی بتراخی ہوں گے لہذا ماننا پڑے گا کہ خلافت علی منہاج النبوت کے اٹھنے کے بعد یک لخت آثار خلافت علی منہاج النبوت نہ اٹھیں گے، بلکہ کچھ مدت تک خلافت مطلقہ رہے گی۔ مثل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کے جس میں علی وجہ الکمال ظہور منہاج نبوت اگرنہ تھا تو ظلم وستم کے آثار بھی نہ تھے اور پھر چند اور ظالم بادشاہ ہوں جو صراط مستقیم اور راہ حق سے منحرف ہوگئے ہوں، مثل یزید پلید کے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ان کی طرف بھی باعتبار خاص واقعہ کے جور کا شبہہ ہے مگر مطلقاً جابر نہیں، بلکہ صرف خلافت حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں بوجہ خطاء اجتہادی کچھ ظاہر ہوا اور یہ بھی محض ایک حدیث کے مفہوم میں غلط فہمی کی بنا پر، نہ کہ محض طلب خلافت وامارت کی وجہ سے۔ علاوہ اس کے علامہ برہان الدین صاحب ہدایہ بیان تقلید قضاء میں سلطان جابر کے متعلق فرماتے ہیں:

وَيَجُوْزُ التَّقَلُّدُ مِنَ السُّلْطَانِ الْجَائِرِ كَمَا يَجُوْزُ مِنَ الْعَادِلِ لِاَنَّ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ تَقَلَّدُوا مِنْ مُعَاوِيَةَ وَالْحَقُّ كَانَ بِيَدِ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ فِي نَوْبَتِهِ ۔

یعنی سلطان مال لینا جائز ہے بادشاہ جابر کا جس طرح بادشاہ عادل سے بیعت جائز ہے، اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امر قضاء قبول کیا، حالانکہ اس کے حقدار حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تھے اور علامہ ابن ہمام فتح القدیر میں اس مدعا کو اور زیادہ واضح طور سے بیان فرمارہے ہیں:

قَالَ قَوْلُهٗ وَفِي نَوْبَتِهٖ كَوْنُهٗ رَابِعًا بَعْدَ عُثْمَانَ وَفِي نَوْبَتِهٖ اِحْتِرَازٌ عَنْ قَوْلِ الرَّوَافِضِ اَنَّهٗ كَانَ اَحَقَّ بِهَا فِي سَائِرِ النُّوَبِ ۔

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوبت خلافت میں حضرت علی حقدار تھے، نہ کہ مثل قول روافض تمام خلفاء سے پہلے حضرت علی حقدار خلافت تھے۔

اسی بناء پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ غایت جرم یہ بن سکتا ہے کہ سیدی وجدی مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے مقابلہ میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصرار امارت کرنا مستلزم بغاوت ہو جائے اور حکم بغاوت کی تصریح آگے آئے گی۔ لیکن چونکہ یہ خطاء اجتہادی موجب قتل وقتال بین المومنین تھی، اسی وجہ میں بعض علماء اہلسنت نے اس خطا کو خطا منکر بھی کہہ دیا۔ مگر کوئی عالم علماء اہلسنت اور فقیہ از فقہاء اہلسنت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجتہد ہونے کا منکر نہیں، بلکہ بڑے بڑے اجلہ صحابہ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مجتہد ماننا ثابت ہے۔

اور اصول یہ ہے کہ مجتہد اگر اپنے اجتہاد میں خطا کرے تو مستحق ایک اجر کا ہے اور اس اصول کو جمیع فقہاء واصحاب اصول تسلیم کر رہے ہیں۔ لہٰذا صاحب ہدایہ کا مقصد ہرگز نہیں ہو سکتا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطلقاً سلاطین جائرہ سے ہیں یہی وجہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت جور کو مقید بہ نوبت خلافت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کر کے حجاج کے جور کو مطلق چھوڑا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

وَالتَّابِعِيْنَ تَقَلَّدُوْا مِنَ الْحَجَّاجِ وَهُوَ كَانَ جَائِرًا ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور تابعیوں نے عہدۂ قضا حجاج سے حاصل کیا، باآنکہ وہ سلطان جائر تھا اور یہ تمام تقریر تو اس تقدیر پر ہے جب کہ بموجب بیان صاحب ہدایہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بظاہر فی الجملہ اصحاب جور سے مان لیا جائے، یا خاطی فی الاجتہاد تسلیم کرلیا جائے، ورنہ بمقتضائے حدیث حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ تو متصل بزمانہ خلافت علیٰ منہاج النبوت ہے اور زمانہ ملوک عاصی مثل یزید پلید وغیرہ سلاطین جابرہ کا زمانہ آپ کے بعد ہے، اور یزید کے بعد پھر سلاطین جابرہ کا ظہور ہوا۔ جیسے حجاج بن یوسف اور بعض خلفاء عباسیہ جو دشمنانِ اہل بیت سے تھے۔

بنابراں حضرت امیر معاویہ رضی تعالیٰ اللہ عنہ نہ زمرۂ ملوک عضوض میں داخل ہوسکتے ہیں، نہ سلاطین جائرہ میں۔

اور اگر اسی زمرہ میں تسلیم کرلیا جائے تو سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ الزام آئے گا کہ انہوں نے جماعت مؤمنین کو بادشاہ ظالم و جائر کے ہاتھ میں اس طرح دے دیا کہ خود بھی بیعت کرلی۔ اس لئے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیعت کرلینا ثابت ہے، تو یہ کس طرح مان لیا جائے کہ شہزادۂ عالم امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل المنصب امر خلافت کو ایک ظالم جابر کے ہاتھ میں دے دیتے جو خود امت مرحومہ کے حق میں ایک ظلم ہوتا ہے۔ اس امر کو وہی مان سکتا ہے جو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اچھی نظر سے نہ دیکھے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْعَقِيْدَةِ الْفَاسِدَةِ الْكَاسِدَةِ۔

بناءً علیہ ماحصل مفہوم حدیث یہی ہوگا کہ بعد ختم زمانہ خلافت علیٰ منہاج النبوت کسی قدر وہ خلافت بھی رہے گی جو علی وجہ الکمال علی منہاج النبوت نہ ہوگی، بعد اس کے شاہانِ ظالم کا زمانہ ہوگا، پھر آہستہ آہستہ ملوک جائرہ جائیں گے، جن کا جور اور میلان عن الحق مختلف طور سے ظاہر ہوتا رہے گا۔

چنانچہ اس جور کو میلان عن الحق کے معنی میں ہی صاحب تفسیر کبیر نے مختلف طور پر منقسم کیا ہے۔ تحت آیہ کریمہ:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَمِنْهَا جَائِرٌ اَیْ مَائِلٌ عَنِ الْحَقِّ مُنْحَرِفٌ عَنْهُ لَا یُوْصِلُ صَاحِبَہٗ اِلَیْہِ وَھُوَ الطَّرِیْقُ الضَّلَالُ الَّتِیْ لَا یَکَادُ یُحْصٰی عَدَدُھَا اَلْمُنْدَرِجُ کَمَا تَحْتَ اِلْجَائِرِ۔

یعنی جور حق سے روگردانی کو کہتے ہیں جس کے مراتب باعتبار کمی بیشی کے بے شمار ہیں۔ مختصر یہ کہ باقتضاء مضامین احادیث یہ ثابت ہوتا ہے۔ ملوک جائرہ کا دور دورہ ختم کر پھر خلافت علی منہاج النبوت کا زمانہ آئے گا۔ جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا۔ پھر کبھی ظالم ہو، کبھی جائر۔ حتی کہ قیامت تک بموجب احادیث صحیحہ بارہ عادل خلیفہ مستحق خلافت قوم قریش سے پورے ہوں گے، اور ان سب کے بعد بنی ہاشم سے ایک خلیفہ برحق حضرت امام مہدی علیہ الرحمۃ والرضوان خلیفہ ہوں۔ چنانچہ یہ مضمون احادیث مذکورہ اور مندرجہ ذیل احادیث کے ملانے سے واضح ولائح طور پر ظاہر ہو رہا ہے۔

مسلم شریف، جلد ثانی، ص ۱۱۹ کتاب الامارت میں ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَزَالُ الْاِسْلَامُ عَزِیْزًا اِلٰی اِثْنَیْ عَشَرَ خَلِیْفَۃً ثُمَّ قَالَ کَلِمَۃً لَمْ اَفْھَمْھَا فَقُلْتُ لِاَبِیْ قَالَ فَقَالَ کُلُّھُمْ مِنَ الْقُرَیْشِ۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میں نے سنا کہ فرماتے تھے۔ اسلام بارہ خلیفہ اسلام تک ہمیشہ غالب رہے گا۔ پھر ایک کلمہ اس طرح فرمایا: جس کو میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے اپنے والد سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: ''کُلُّھُمْ مِنَ الْقُرَیْش '' تمام خلفاء قریش سے ہوں گے۔

علامہ نووی شارح مسلم شریف اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

قَالَ الْقَاضِیْ قَدْ تَوَجَّہَ ھٰھُنَا سُوَالَانِ احدھما انہ قدجاء فی الحدیث الاخر الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم تکون مُلْکًا وھذا مخالف لحدیث اثنی عشر خلیفۃ فانہ لم یکن فی ثلاثین سنۃ الا الخلفاء الراشدون الاربعۃ الاشھر الذی بُوْیِعَ فِیْھِمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ رضی اللّٰہ عنھما قال والجواب۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عن هذا ان المراد فی حدیث الخلافۃ ثلثون سنۃ خلافۃ النبوۃ وقد جاء مفسرا فی بعض الروایات خلافۃ النبوۃ بعدی ثلاثون سنۃ ثم تکون ملکا ولم یشترط ھذا فی الاثنی عشر.

السوال الثانی: انہ قد ولی کثیر من ھذا العدد. قال وھذا اعتراض باطل لانہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یقل لا یلی الا اثنا عشر خلیفۃ وانما قال یلی وقد ولی ولی ھذا العدد لا یضر کونہ وجد بعضھم غیرھم ھذا ان جعل المراد باللفظ کل وال ویحتمل ان یکون المراد مستحقی الخلافۃ العادلین وقد مضی منھم من علم ولا بد من تمام ھذا العدد قبل قیام الساعۃ.

قاضی (عیاض) فرماتے ہیں یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں۔ ایک بارہ خلیفہ والی حدیث اس حدیث کے مخالف معلوم ہوتی ہے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد تیس برس خلافت رہے گی، پھر بادشاہ ہوں گے، اور یہ تیس برس حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت تک پورے ہو گئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تیس برس تک خلیفہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ علی منہاج النبوت ہوں۔ یعنی بلا کم وکاست طریق نبوت پر خلافت کرنے والے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تیس برس تک رہیں گے۔ پھر بادشاہ ہوں گے مگر ان کو بارہ کے ساتھ مشروط ماننا اس امر کا پتہ دے رہا ہے کہ وہ بارہ اپنے دور میں آگے پیچھے ہوتے رہیں گے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ بادشاہ مدعی خلافت تو بارہ سے بہت زیادہ ہو چکے ہیں۔ لیکن یہ اعتراض اس وقت ہو سکتا ہے جب خلیفہ سے مراد تمام والیان سلطنت اسلام ہوں اور یہ باطل ہے، اس واسطے کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حصر نہیں فرمایا کہ بارہ ہی ہوں گے، حالانکہ احتمال قوی یہی ہے کہ بارہ خلیفہ سے مراد بارہ خلفاء عادل ہیں جو قیامت تک ہو کر رہیں گے۔ اور سیاق حدیث مذکور سے دوسرا احتمال حق معلوم ہوتا ہے کہ قیامت تک یہ بارہ خلیفہ عادل قریش سے پورے ہوں گے اور ممکن ہے کہ بارہ سے زیادہ خلفاء عادل وغیر عادل بلا خصوصیت قریش بھی ہو جائیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چنانچہ مسلم شریف کی جلد دوم کے صفحہ ۱۲۶ میں ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِیٌّ خَلَفَهٗ نَبِیٌّ وَاِنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَتَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَتَكْثُرُ قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ فُوْا بَیْعَةَ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ اَلْاَوْلٰی فَالْاَوْلٰی وَاَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بنی اسرائیل میں ایک نبی کے انتقال کے بعد فوراً پے در پے نبی ہوتے رہتے تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ البتہ! خلیفہ بہت ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا، پھر ہمیں کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو پہلے خلیفہ ہو جائے اس سے بیعت کرنا اور اس کا حق خلافت ادا کرنا، اللہ ان کو سمجھ لے گا۔ جیسا وہ تمہارے ساتھ معاملہ کریں گے۔ چنانچہ یہی حدیث اور اس کی ہم معنی دیگر احادیث بعض صحابہ کرام کو ترک اطاعت یزید پلید سے ابتدا میں مانع تھیں۔ اور پھر بموجب حدیث صحیح الا لاطاعة لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ۔ اس کے افعال قبیحہ کا اتباع کرنے سے مجتنب تھے۔ جیسے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مثل ان کے دیگر صحابہ کبار۔

آخرش جب جان لیا کہ یزید قابل خلافت نہیں، اس سے جدا ہو گئے۔

الحاصل! بموجب احادیث مذکورہ آخر میں اولاد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں بروایت ابوداؤد صفحہ ۳۸۵ پر ایک حدیث مؤید ما نحن فیہ ہے۔ وھو ھذا۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَهْدِیُّ مِنْ عِتْرَتِیْ مِنْ اَوْلَادِ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ مہدی میری اولاد اور ابناء فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوں گے۔ علاوہ اس کے ایک اور حدیث ہے۔ جو مشکوٰۃ شریف میں ہے، وہ بھی ملاحظہ ہو:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاتَذْهَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَمْلِکَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِیْ۔ رواہ الترمذی وابوداؤد۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ قَالَ لَوْلَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا یَوْمٌ یُّطَوِّلُ اللّٰهُ ذَالِکَ الْیَوْمَ حَتّٰی یَبْعَثُ اللّٰهُ رَجُلًا مِّنِّیْ اَوْمِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِیْ وَاسْمُ اَبِیْهِ اِسْمَ اَبِیْ یَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا فنا نہیں ہوگی جب تک کہ میری اولاد سے میرا ہم نام ایک شخص عرب کا مالک نہ ہو جائے۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو دراز کردے گا، یہاں تک کہ میری اولاد سے ایک شخص آئے جو میرے ہمنام ہو اور اس کا باپ میرے باپ کے ہمنام ہو۔ وہ روئے زمین کو ایسے عدل وانصاف سے بھردے گا جیسی پہلے ظلم و جور سے مملو (بھری ہوئی) ہوگی۔

احادیث مذکورہ سے یہ امر بھی باحسن وجوہ واضح ہو گیا کہ بارہ خلفاء کا اولاد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہونا ضروری نہیں، بلکہ مطلقاً قریشی ہونا ضروری ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت امام مہدی علیہ الرحمۃ کا (جو بزعم شیعہ بارہویں امام ہیں اور وہ بلا فصل پیدا ہو چکے۔ صرف امام مہدی ایک باقی ہیں۔ جو خوف خوارج سے سرمن رائے میں مصحف علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم لئے ہوئے ہیں) اولاد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہونا بالاتفاق ضروری ہے۔

لہٰذا بارہ امام اس حدیث کے مصداق نہیں ہو سکتے جس میں بارہ خلفاء کا قریش سے ہونا بتایا گیا ہے۔ حالانکہ ان میں سے کسی کی خلافت پر باتفاق مورخین اہل حل وعقد کا اتفاق نہیں ہوا، کہ ان کو شرعاً خلیفہ کہہ سکیں۔ البتہ! ان کے مقتداء اور اولیاء ہونے میں کسی کو کلام نہیں، بلکہ بنی امیہ اور عباسیوں میں جو عادل اور صالح خلیفہ تھے وہ بھی ان کی تعظیم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وتکریم بلحاظ بکمال علم وقرابت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے تھے اور جو ظالم بادشاہ تھے، وہ بطمع نفسانی مخالف اہل بیت رہے۔ گو تمام سچے مسلمان ان سے اور ان کے افعال سے بیزار تھے مگر کوئی مسلمان ان کی اطاعت سے دست بردار نہیں ہوا، اس واسطے کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بار بار بتکرار ہر امیر اسلام کی اطاعت پر زور دیا، عام اس سے کہ وہ عادل ہو یا فاسق۔ فاجر ہو یا جابر۔

چنانچہ مسلم شریف کے صفحہ نمبر ۱۲۹ میں ہے۔

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَشِرَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نُنَابِذُهُمْ بِالسَّيْفِ فَقَالَ لَا مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ وَاِذَا رَاَيْتُمْ مِنْ وُّلَاتِكُمْ شَيْئًا تَكْرَهُوْنَهُ فَاكْرَهُوْا عَمَلَهُ وَلَا تَنْزِعُوْا يَدًا مِنْ طَاعَتِهِ۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا: تمہارے بہتر امام وہ ہیں جن کو تم محبوب رکھو اور وہ تمہیں محبوب رکھیں۔ تم ان کے واسطے دعاءِ رحمت کرو اور وہ تمہارے لئے، اور بدتر امام وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے رنجیدہ رہیں اور وہ تم پر لعنت کریں اور تم ان پر۔ عرض کیا، حضور کیا ہم انہیں قتل نہ کر دیں۔ فرمایا: نہیں جب تک وہ تم میں نماز قائم کریں اور جب ان سے کوئی منکر فعل دیکھو تو ان سے مجتنب رہو، مگر ان کی اطاعت ترک نہ کرنا۔

یہی سبب ہے کہ فقہاء محققین ظالم جابر بادشاہوں کی تقلید قضا، تولیت، امامت جمعہ، عیدین، جماعت وغیرہ کو جائز رکھتے ہیں اور ان کے افعال قبیحہ سے مجتنب رہنے کو واجب سمجھتے ہیں۔

مختصر یہ کہ جب احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ خلافت علیٰ منہاج النبوت کے انقطاع کے بعد بھی شاہانِ جائر و ظالم کچھ دیر بعد ہوں گے، اور ملک عضوض اور خلافت علیٰ منہاج النبوت کے مابین خلافت مطلقہ ہوگی، اور خلفاء ہو واز وہ ملوک عضوض سے بہتر اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ممتاز ہوں گے اور خلافت علیٰ منہاج النبوت سے درجہ میں ادنیٰ۔ تو اب اس امر کا سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ حضرت ابوسفیان اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے ہمراہی اصحاب کرام کے متعلق ہمیں کیا خیال رکھنا چاہیے؟ اس کی مفصل مگر مختصر تحقیق نذرِ ناظرین ہے۔ بنظرِ انصاف دیکھیں اور کسی صحابی کی شان میں بے سوچے سمجھے بدزبانی سے باز رہیں۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ۔

حضرت ابوسفیان اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں بدزبانی سے بچیں

حضرت ابوسفیان اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کی جماعت والے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے کفار لعین کے مقابلہ میں آئے اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کاتب وحی بھی رہے اور حضرت ابوسفیان کو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین بھی فرمایا اور ان کی صاحبزادی کو اپنے عقد میں قبول فرما کر شرفِ قرابت سے نوازا اور ان کا ارتداد (معاذ اللہ) صراحۃً کہیں ثابت نہیں اور دیگر منافقین کی طرح ان کو کبھی منافق بھی نہیں بتایا گیا اور نہ کوئی ثابت کر سکتا ہے، بلکہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں فرمایا: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ هَادِیًا وَّمَهْدِیًّا۔

پھر بعد وفات سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور فتح مکہ معظمہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جہاد میں جانا اور بموجب پیشینگوئی اس جہاد میں حضرت اُمِّ حرام بنت ملحان کا شہید ہونا بخاری شریف جلد اول کے صفحہ ۳۹۲ پر اظہر من الشمس ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ خَالَتِهٖ اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ قَالَتْ نَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا قَرِیْبًا مِّنِّیْ ثُمَّ اسْتَیْقَظَ یَتَبَسَّمُ فَقُلْتُ مَا اَضْحَكَكَ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قَالَ اُنَاسٌ مِّنْ اُمَّتِیْ عُرِضُوْا عَلَیَّ یَرْکَبُوْنَ ھٰذَا الْبَحْرَ الْاَخْضَرَ کَالْمُلُوْکِ عَلَی الْاَسِرَّۃِ قَالَتْ فَادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ فَدَعَا لَھَا ثُمَّ قَامَ الثَّانِیَۃَ فَفَعَلَ مِثْلَھَا فَقَالَتْ مِثْلَ قَوْلِھَا فَاَجَابَھَا فَقَالَتْ اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ فَقَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِھَا عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ غَازِیًا اَوَّلَ مَا رَکِبَ الْمُسْلِمُوْنَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِیَۃَ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا مِنْ غَزْوَتِھِمْ قَافِلِیْنَ فَنَزَلُوا الشَّامَ فَقُرِّبَتْ اِلَیْھَا دَابَّۃٌ لِتَرْکَبَھَا فَصَرَعَتْھَا فَمَاتَتْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا۔

(ترجمہ): حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خالہ اُمِّ حرام بنت ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرماتے ہیں کہ میری خالہ فرماتی ہیں کہ ایک دن مجھ سے کچھ قریب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ تعالیٰ وسلم سو گئے اور پھر ہنستے ہوئے جاگے، میں نے عرض کیا حضور! ہنسنے کا باعث کیا ہے؟ فرمایا: بہت سے آدمی میری امت سے مجھ پر پیش کیے گئے کہ وہ اس بحر اخضر پر سوار ہو کر جا رہے ہیں، جیسے بادشاہ تختوں پر ہوں، حضرت ام حرام فرماتی ہیں، میں نے عرض کی، حضور! دعا کیجئے کہ اللہ مجھے ان سے کرے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ تعالیٰ وسلم نے دعا کی، پھر سو گئے اور اسی طرح ہنستے ہوئے اٹھے، پھر حضرت اُمِّ حرام نے وہی سوال کیا اور آپ نے وہی جواب دیا، پھر حضرت اُمِّ حرام نے عرض کی کہ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کرے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم تو پہلے غازیوں میں ہو چکیں، چنانچہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسلمان اول مرتبہ جہاد کرنے کو بحر اخضر پر چلے، حضرت ام حرام بھی اس جہاد میں اپنے خاوند حضرت عبادہ ابن الصامت کے ساتھ تشریف لے گئیں، جب جہاد سے واپس لوٹے اور شام میں اقامت کی تو حضرت ام حرام کی طرف ان کی سواری کا جانور، جب ان کی سواری کیلئے قریب کیا تو اس جانور نے آپ کو گرا دیا اور اسی صدمہ سے وفات پائی اور بموجب ارشاد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم داخل زمرۂ شہداء میں ہوئیں۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد فتح مکہ جہاد بھی کیا اور اپنے مال کو اللہ کے راستہ میں خرچ بھی کیا اور ان کا جہاد شرعاً بموجب آیہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کریمہ" مِنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی "عنداللہ مقبول تھا۔ جس کی خبر حضور صلی اللہ علیہ تعالیٰ وسلم نے حضرت اُمِ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہلے دیدی تھی اور اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جہاد معتبر نہ مانا جائے تو حضرت اُمِ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شہادت غیر معتبر رہے گی۔ علاوہ بریں (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشین گوئی) ہے۔

اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں یہ حدیث صحیح مسلم شریف (۳۰۴/۲) میں وارد ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا کَانَ الْمُسْلِمُوْنَ لَا یَنْظُرُوْنَ اِلٰی اَبِیْ سُفْیَانَ وَلَا یُقَاعِدُوْنَهٗ فَقَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَانَبِیَّ اللّٰهِ ثَلَاثٌ اَعْطِنِیْهِنَّ قَالَ نَعَمْ قَالَ عِنْدِیْ اَحْسَنُ الْعَرَبِ وَاَجْمَلُهٗ اُمُّ حَبِیْبَةَ بِنْتُ اَبِیْ سُفْیَانَ اُزَوِّجُکَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمُعَاوِیَةُ تَجْعَلُهٗ کَاتِبًا بَیْنَ یَدَیْکَ قَالَ نَعَمْ وَتُؤَمِّرُنِیْ حَتّٰی اُقَاتِلَ الْکُفَّارَ کَمَا کُنْتُ اُقَاتِلُ الْمُسْلِمِیْنَ قَالَ نَعَمْ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ بعد اسلام ابوسفیان سے تمام مسلمان حضرت ابوسفیان سے بوجہ ان معاملات کے جو حالتِ کفر میں سرزد ہوئے تھے، کنارہ کش رہتے تھے۔ لہٰذا ابوسفیان نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: کہ تین گزارشیں ہیں جو پیش کرتا ہوں: فرمایا: اچھا کہو! عرض کی میرے پاس میری لڑکی اجمل نساء عرب سے ہے، اسے اپنے عقد میں قبول فرمالیں۔ فرمایا: اچھا اور عرض کیا، میرے بیٹے معاویہ کو کاتب وحی مقرر فرمالیں۔ فرمایا: اچھا! اور عرض کیا کہ مجھ کو امیر لشکر بنادیں، تاکہ جس طرح مسلمانوں کے مقابلہ میں مقاتلہ کیا تھا، اسی طرح کفار سے مقاتلہ کروں۔ آپ نے تینوں باتیں منظور فرمائیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں: فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا الآیۃ سے واضح کردیا گیا، کہ باغی داخل زمرہ مومنین رہتا ہے اور دونوں باہم لڑنے والے مومن۔ یعنی مومن باغی اور غیر باغی مصداق اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ہی کہلائیں گے۔ یہی سبب ہے کہ حضرت علی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی مخالفت کے وقت "اِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا" ہی فرمایا، یعنی ہمارے بھائی ہم سے منحرف ہو گئے اور ظاہر ہے کہ صحابی بالاتفاق وہی ہو سکتا ہے جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایمان کے ساتھ دیکھا ہو اور پھر ایمان پر قائم رہا ہو۔

پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ آزاد صاحب صحابہ کرام کے فضائل میں ایک جگہ "هُمْ جُلَسَاءُ الرَّحْمٰنِ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ" بھی کہہ گئے ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں جی بھر کے جو کچھ چاہا، برا بھلا بھی لکھ گئے اور محدثین کرام کا بھی اس امر پر اتفاق ہے "اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ" اور بایں ہمہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی طرح کوئی بھی محقق نص قطعی کے ساتھ زمرۂ صحابہ سے خارج نہیں کر سکتا۔

اب رہیں بعض آحاد روایتیں اور تاریخی خبریں جو نصوص کے صریح مخالف ہیں، ان پر اعتبار کر کے حضرت ابوسفیان اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں آزاد صاحب ہی کی ہمت ہے کہ انہیں فاسق و فاجر اور جو چاہیں وہ اتنا لکھ دیں کہ ایک کالم پُر ہو جائے۔ چنانچہ ۲۱ رجمادی الثانیہ ۱۳۳۱ھ چہار شنبہ کے الہلال میں خوب لکھ لکھ کر کالم سیاہ کیا ہے۔ مگر انصاف ہوتا تو کم از کم "لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى" کو دیکھتے جس کے صریح معنی ان دونوں جماعتوں کو بری کر کے ان کے لئے وعدۂ حسنیٰ کی بشارت دے رہے ہیں۔ وہ دونوں جماعتیں وہی ہیں جن میں سے ایک نے قبل فتح مکہ مقاتلہ کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جان واری، یہ حضرت علی اور ان کی جماعت والے ہیں۔ دوسری وہ جو بعد فتح مکہ شرف اسلام سے مشرف ہوئی اور جان نثار کی۔ یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ہمراہی ہیں۔

پھر دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

هٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يَحْزَنُوْنَ۔ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔

یعنی یہی کتاب تصدیق کرنے والی زبان عربی میں ہے تاکہ ڈراوے ظالموں کو اور خوشخبری دے پرہیزگاروں کو۔ بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر استقامت کی۔ انہیں نہ خوف ہے نہ وہ غمگین ہوں گے، یہی ہیں جنت والے ہمیشہ رہیں گے اس میں بعوض اپنی نیکی کے۔

کیا اس کے مصداق حضرت امیر معاویہ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہیں ہو سکتے، اور پھر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی نہیں، بلکہ بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فقہاء صحابہ کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ لوگوں کو ان کی ادنیٰ شکایت سے منع کرتے اور انہیں فقہاء صحابہ میں شمار کرتے تھے۔ چنانچہ مناقب صحابہ میں امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی بخاری شریف میں نقل فرماتے ہیں:

عَنْ اَبِیْ مُلَیْکَةَ قَالَ اَوْتَرَ مُعَاوِیَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَکْعَةٍ وَّعِنْدَهٗ مَوْلٰی لِابْنِ عَبَّاسٍ فَاَتٰی ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَّهٗ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابو مُلیکہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد عشاء حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے آزاد شدہ غلام کے سامنے ایک رکعت وتر ادا کی، انہوں نے سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کا تذکرہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو۔ وہ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ ہیں۔

پھر دوسری سند سے نقل کرتے ہیں:

قِیْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ هَلْ لَکَ فِیْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ مُعَاوِیَةَ فَاِنَّهٗ مَا اَوْتَرَ اِلَّا بِوَاحِدَةٍ قَالَ اَصَابَ فَاِنَّهٗ فَقِیْهٌ۔

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے جلیل القدر فقیہ صحابی حضرت امیر کو صحابی اور مجتہد مان کر ان پر اتنا اعتراض بھی روا نہیں رکھتے۔ پھر کس طرح یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ بعض اقوال مورخین کی بنا پر ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کچھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لب کشائی کریں۔ اصل یہ ہے کہ اصول اسلام چار ہیں۔ قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس۔ ان میں سے قرآن و حدیث تو وہ دو اصل ہیں جن کے حجت ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ بلکہ حدیث میں بھی باعتبار سند اگر چہ ایک فرقہ کو دوسرے پر گنجائش کلام ہے، مگر قرآن مجید میں تو کوئی کلام کر ہی نہیں سکتا۔

پھر قرآن مجید کی صریح آیت "یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ" اور "اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ" اور "رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ" بلا استثناء تمام صحابہ کرام کی تعریف میں ہیں۔ اور "هُمْ جُلَسَآءُ الرَّحْمٰنِ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُهُمْ" کو آزاد صاحب خود مانتے ہیں۔ کہ صحابہ کرام جلساء رحمان ہیں اور اچھوں کا جلیس بد بخت نہیں ہوتا۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ معلوم کیا عناد ہے؟ جو ان کو اس اصول سے خارج سمجھا گیا۔ اور

اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ۔

حدیث صحیح ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ ڈرو اللہ سے میرے اصحاب کے معاملہ میں۔ انہیں تم نشانہ ملامت نہ بنانا، میرے بعد ان کی محبت میری محبت ہے اور ان سے بغض مجھ سے بغض کرنا ہے۔

پھر آزاد صاحب بموجب احادیث صحیحہ یہ بھی مان رہے ہیں کہ بعض لوگ صحابہ کرام کی بعض لغزشوں کی گرفت کریں گے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ تم ان سے میرے صحبت یافتہ ہونے کی وجہ سے محبت رکھنا اور ہدف سہام ملامت نہ بنانا، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ، لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا اَدْرَكَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِیْفَهٗ۔

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ گالی دو میرے اصحاب کو، نہ گالی دو میرے اصحاب کو۔ قسم ہے اس ذات مقدس کی جس کے ید قدرت میں میری جان ہے! اگر تم احد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرو تو میرے صحابہ کے ایک مدیا آدھے مُدّ خرچ کرنے کے برابر نہیں ہوسکتا۔

دوسری حدیث میں ہے، صحیح مسلم صفحہ ۳۱۰ جلد دوم:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ کَانَ بَیْنَ خَالِدِبْنِ الْوَلِیْدِ وَبَیْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَیْئٌ فَسَبَّہٗ خَالِدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتَسُبُّوْا اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِیْ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَوْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَّا اَدْرَکَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ۔ جو پہلی حدیث کے قریب قریب ہم معنی ہے۔

بناءً علیہ علامہ امام نووی شارح مسلم شریف فرماتے ہیں:

وَاعْلَمْ اَنَّ سَبَّ الصَّحَابَۃِ حَرَامٌ مِّنْ فَوَاحِشِ الْمُحَرَّمَاتِ سَوَاءٌ مَّنْ لَابَسَ الْفِتَنَ مِنْھُمْ وَغَیْرُہٗ لِاَنَّھُمْ مُجْتَھِدُوْنَ فِیْ تِلْکَ الْحُرُوْبِ وَمُتَاَوِّلُوْنَ کَمَا اَوْضَحْنَاہُ فِیْ اَوَّلِ فَضَائِلِ الصَّحَابَۃِ۔

جان لو کہ صحابۂ کرام کو برا کہنا حرام ہے۔ فحش ترین محرمات سے ہے، خواہ وہ باہمی لڑائی کے فتنوں میں شریک ہوئے ہوں۔ اس لئے کہ یہ لڑائی بمقتضاء ان کے اپنے اجتہاد کے تھی۔

سبِّ صحابہ حرام ہے

جب احادیث مذکورہ سے صراحۃً ثابت ہوگیا کہ پھر کس قدر بے انصافی اور کج فہمی ہے کہ احادیث و آیات قرآن کے مقابلہ میں محض تاریخ کا اتباع کر کے جو مدتوں بعد مختلف فرقۂ ضالہ روافض و خوارج وغیرہ کے ہاتھ میں رہ کر پھیلیں، سبِّ صحابہ اور توہین معاویہ کو جائز رکھا جائے؟ کیا کوئی یہ اصول ثابت کرسکتا ہے کہ قرآن و حدیث صحیح کے مقابلہ میں بھی کسی طرح غیر تاریخ ترجیح پاسکتی ہے؟

چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آیۂ مذکورہ "لَایَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ" سے تمسک فرماتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاطی فی الاجتہاد اور مستحق ایک اجر کا مانا ہے اور اسی بناء پر تمام محدثین بلا استثناء "وَالصَّحَابَۃُ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كُلُّهُمْ عَدُوْلٌ'' یعنی صحابہ تمام عادل ہیں، مان رہے ہیں ۔اور بوقت جرح وتعدیل کبھی کسی صحابی کے متعلق عدل وفسق کی نسبت کلام نہیں کرتے ۔

ہاں! اتنا ضرور ہے کہ حدیث متفق علیہ صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس جماعت پر سردار ہونا ثابت ہوتا ہے جس کو فضل حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جماعت باغیہ اور داعی الی النار فرمایا، مگر اس جماعت میں تو حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے بڑے بڑے اکابر صحابہ عشرۂ مبشرہ بھی موجود تھے، اگر وہ اس جماعت سے مستثنیٰ مانے جاتے ہیں تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ہدف ملامت بنانے سے زبان روکنی پڑے گی۔ اس لئے کہ ان کے فضائل میں بھی بہت سی روایات صحیحہ موجود ہیں۔

چنانچہ سیرۃ حلبی میں ہے:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَمَّا كَانَ عَامُ الْحُدَيْبِيَّةِ وَقَعَ الْإِسْلَامُ فِيْ قَلْبِيْ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِأُمِّيْ فَقَالَتْ إِيَّاكَ أَنْ تُخَالِفَ أَبَاكَ فَيَقْطَعُ عَنْكَ الْقُوْتَ فَأَسْلَمْتُ وَأَخْفَيْتُ إِسْلَامِيْ فَقَالَ لِيْ يَوْمًا أَبُوْسُفْيَانَ وَكَأَنَّهُ شَعَرَ إِسْلَامِيْ وَأَخُوْكَ خَيْرٌ مِّنْكَ وَهُوَ عَلٰى دِيْنِيْ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَظْهَرْتُ إِسْلَامِيْ فَلَقِيْتُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَنِيْ وَكَتَبْتُ لَهُ أَيْ بَعْدَ أَنِ اسْتَشَارَهُ فِيْهِ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ اسْتَكْتِبْهُ فَإِنَّهُ أَمِيْنٌ'' وَأَرْدَفَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا خَلْفَهُ فَقَالَ مَا يَلِيْنِيْ مِنْكَ قُلْتُ بَطْنِيْ قَالَ اَللّٰهُمَّ امْلَأْهُ عِلْمًا وَحِلْمًا ۔

وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاوِيَةَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ وَمَكِّنْ لَهُ فِي الْبِلَادِ ۔

وَعَنْ بَعْضِ الصَّحَابَةِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لِمُعَاوِيَۃَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ ھَادِیًا وَّمَھْدِیًّا وَّاھْدِہٖ وَاھْدِبِہٖ وَلَاتُعَذِّبْہُ۔

یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس سال مقام حدیبیہ تک حضور بغرض اداء عمرہ تشریف لائے تھے۔ دل سے تو میں مسلمان ہو چکا تھا لیکن جب میں نے یہ حال اپنی والدہ سے کہا تو انہوں نے مجھے ڈرایا اور کہا، خبردار! ایسا خیال نہ کر، ورنہ تیرا باپ اس مخالفت پر تیرا کھانا بند کر دے گا، میں نے اسلام خفیہ رکھا لیکن ابوسفیان قرینہ سے تاڑ گئے اور مجھ سے کہنے لگے، تیرا بھائی تجھ سے اچھا ہے کہ وہ میرے دین پر ہے، آخرش، بعد فتح مکہ اپنا اسلام ظاہر کر کے حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے مرحبا کہا اور جبرائیل امین علیہ السلام سے مشورہ فرما کر مجھے اپنا کاتب مقرر فرمایا۔ ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرکب پر پیچھے سوار تھا کہ حضور نے فرمایا: تیرا کون سا عضو میرے قریب ہے، میں نے عرض کیا پیٹ ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ! اس کے پیٹ کو علم و حلم سے پُر کر دے۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاویہ کیلئے یہ دعا کرتے سنا۔ اے اللہ! معاویہ کو کتاب وحساب سکھا دے اور عذاب سے محفوظ رکھ اور شہروں پر قدرت عطا فرما۔

اور بعض صحابہ سے مروی ہے کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے یہ دعا کرتے سنا، اے اللہ! معاویہ کو ہدایت یافتہ رکھ اور ہدایت کرنے والا بنا اور اسے عذاب سے محفوظ رکھ۔

اور صحیح مسلم شریف میں تو یوں بھی ہے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا لِمُعَاوِیَۃَ یَامُعَاوِیَۃُ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ وَتُزَاحِمُنِیْ عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ کَھَاتَیْنِ وَاَشَارَ بِاِصْبَعَیْہِ الْوُسْطٰی وَالَّتِیْ تَلِیْھَا، تُذْکَرُ اَنَّہٗ کَانَ عِنْدَہٗ قَمِیْصُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِزَارُہٗ وَرِدَائُہٗ وَشَیْءٌ مِّنْ شَعْرِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِنْدَ مَوْتِہٖ کَفِّنُوْنِیْ فِی الْقَمِیْصِ وَاَدْرِجُوْنِیْ فِی الرِّدَاءِ وَ اَزِّرُوْنِیْ بِالْاِزَارِ وَاحْشُوْ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مَنْخِرِیْ وَشَدْقَتِیْ مِنَ الشَّعْرِ وَخَلُّوْا بَیْنِیْ وَبَیْنَ اَرْحَمِ الرَّاحِمِیْنَ وَقَدْقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَامُعَاوِیَةُ اِذَامَلَکْتَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَاتَّقِ اللّٰهَ وَاعْدِلْ۔

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دن حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ——— اور ضرور ملے گا تو مجھ سے دروازۂ جنت پر مثل ان دو انگلیوں کے اور آپ نے کلمہ اور بڑی انگلی سے اشارہ فرمایا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قمیص مبارک اور چادر اقدس اور تہبند شریف اور موئے مبارک تھے، چنانچہ آپ نے بوقت انتقال وصیت فرمائی کہ مجھے اس قمیص مبارک میں کفنا کر، تہبند شریف باندھ دینا اور رداء مبارک میں لپیٹ دینا اور میرے نتھنوں اور منہ میں موئے مبارک لگا کر ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا اور حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاویہ! جب تو میری امت پر حاکم ہو تو خدا کا خوف کرنا اور عدل کرنا۔

بنابریں صاف ظاہر ہے کہ جس طرح حضرت طلحہ و زبیر اس لفظ باغیہ اور داعی الی النار سے مستثنیٰ ہیں۔ اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بری ہیں۔ اور اسکے مصداق وہی جماعت مفسدہ ہے جو علاوہ صحابہ کے دنیا طلبی کی وجہ سے شریک تھی۔ جو دل سے حضرت مولا علی شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے دشمن تھے اور رہے۔

اور بفرض غلط اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بموجب حدیث مذکور باغی ہی مان لیا جائے تو باتفاق فقہاء باغی کی شہادت مقبول ہوتی ہے اور فاسق کی غیر مقبول۔ اندریں صورت بھی شان معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فاسق فاجر کا لفظ کسی طرح جائز نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ قرآن مجید اس دعوے کا مؤید ہے، بعد بیان صفات اہل ایمان ارشاد ہے۔

وَلٰکِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّهَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ○ وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا فَاِنْ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىْ تَبْغِىْ حَتّٰى تَفِىْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔

ترجمہ:۔ لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کردیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کردی، ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں۔ اللہ کا فضل اور احسان اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کرادو، پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں اصلاح کرادو۔ اور عدل کرو بے شک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں۔ مسلمان مسلمان بھائی ہیں تو اپنے بھائیوں میں صلح کرو اور اللہ سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو۔

اس آیت کی تلاوت کے بعد ترجمہ سمجھ کر ناظرین فیصلہ کریں، کہ کیا معاذ اللہ! اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ حضرت علی و معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قلبی حالات سے اس وقت بے خبر تھا۔ اگر کہئے کہ بے خبر تھا تو معاملۂ اسلام ہی ختم ہے اور اگر کہئے کہ بے شک وہ تمام قلوب کا جاننے والا ہے تو لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ ضرور اس جھگڑے میں کوئی خاص مصلحت تھی جس کو خدا جانتا ہے یا خدا والے۔ ورنہ اگر خدا چاہتا تو ان جھگڑوں کو روک دیتا، مگر اس واقعہ کی خبر تو حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبل از وقوع فرما چکے تھے۔

بخاری شریف میں ہے:

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ"۔

علامہ عینی شرح ہذا میں فرماتے ہیں۔ قَوْلُهٗ فِئَتَانِ اَىْ جَمَاعَتَانِ وَهُمَا فِئَةُ عَلِىٍّ وَفِئَةُ مُعَاوِيَةَ ابْنِ اَبِىْ سُفْيَانَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَقَوْلُهٗ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ" اَلْمُرَادُ بِالدَّعْوٰى اَلْاِسْلَامُ عَلَى الْقَوْلِ الرَّاجِحِ وَقِيْلَ الْمُرَادُ اِعْتِقَادُ كُلٍّ مِّنْهُمَا اَنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ وَصَاحِبَهٗ عَلَى الْبَاطِلِ بِحَسَبِ اِجْتِهَادِهِمَا وَفِيْهِ مُعْجِزَةٌ "لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الدَّاوُدِيُّ هَاتَانِ الْفِئَتَانِ هُمَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَصْحٰبُ الْجَمَلِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو ایسی جماعتیں قتل وقتال کریں جن کا دعویٰ ایک ہوگا۔ (یعنی دونوں مسلمان ہوں گے) علامہ عینی بقول راجح فرماتے ہیں: ان دونوں جماعتوں سے مراد جماعت علی اور جماعت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے اور بعض کا قول ہے کہ: دَعْوَا هُمَا وَاحِدَةٌ " سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک اپنی حقانیت کا بموجب اپنے اپنے اجتہاد کے دعویدار ہو، اور اس پیشینگوئی میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہے، داؤدی فرماتے ہیں کہ ان شاء اللہ دو فریق سے مراد حدیث میں اصحاب جمل ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیۃ وَاِنْ طَائِفَتَانِ میں فرمادیا کہ یہ لڑنے والے بربنا نفسانیت نہیں ہوسکتے، بلکہ مومن ہوں گے اور ایمان کو دوست رکھنے والے اور فسق وفجور سے متنفر اور محض اجتہادی خطا سے لڑیں گے، لہذا ان میں صلح کرادو۔ اور جب وہ حکم خدا کی طرف پھر آئے تو دونوں میں عدل کے ساتھ انصاف کرو اور اللہ منصفوں کو محبوب رکھتا ہے اور مومن مومن بھائی بھائی ہیں۔ یہی سبب تھا کہ حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے مقدس صحابی فضائل امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ کر ان کے ساتھ ہوگئے اور حضرت معاویہ جیسے خدا ترس صحابی حدیث اِذَا مَلَكْتَ فَاتَّقِ اللّٰهَ پر خیال کر کے طالب خلافت ہوگئے اور اپنی خطاء اجتہادی کے سبب سے حضرت شیر خدا سے لڑنے کھڑے ہوگئے اور حضرت عمار بن یاسر جیسے صحابی احادیث فضائل سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ کر اور ان کی اجتہادی قوت کو مدنظر رکھ کر ان کے ساتھ ہوکر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ کو تیار ہوگئے۔ اور میں بھی اپنے دل سے جب (رائے دریافت) استمزاج کرتا ہوں، تو اسی نتیجہ پر پہنچتا ہوں کہ اگر میں اس وقت ہوتا تو حضرت مولا علی شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ ہوتا اور ایک تیسری جماعت صحابہ بھی جو دونوں کی محبت وحقانیت پر نظر ڈالتے ہوئے مضطرب ہوکر گوشہ نشین ہوگئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر فیصلہ بھی اس شان سے ہوا

کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کھڑے ہونے کی وجہ اس حدیث کو پایا تو بمقتضا ء کمال حقانیت آپ نے فرمایا: کہ اگر ہم کو پہلے سے اس حدیث کا علم ہوتا تو ہم ہرگز نہ لڑتے۔ اور یہی حال حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نظر آتا ہے کہ باوجود اس کے کہ مقابلے میں کھڑے ہیں، بظاہر جماعت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ سے پورا مقابلہ ٹھنا ہوا ہے مگر ایک شخص جماعت معاویہ کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جماعت کے ایک شخص کا سر لایا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

چنانچہ یہ مضمون ابوالفداء میں موجود ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر سے ایک شخص جرموز نامی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جماعت کا حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر لایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ناراض ہو کر فرمایا: میں نے حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے: ''قَاتِلُ الزُّبَیْرِ فِی النَّارِ'' یہ حدیث مختلف سندوں سے مسند امام احمد بن حنبل، جلد اول کے صفحہ ۸۹ اور صفحہ ۱۰۲ میں موجود ہے اور لطف یہ کہ خود حضرت مولا علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ نے حضرت زبیر کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اور پھر باوجود اس کے حضرت علی اور سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما برحق تھے، اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاطی فی الاجتہاد۔ مگر اس صلح کو بموجب حکم کلام اللہ حق معاویہ میں قبول فرما کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس پیشین گوئی کو پورا کر کے دکھا دیا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہزادہ عالم جناب امام حسن سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرمایا تھا:

اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا یَعْنِی الْحَسَنَ سَیِّدٌ وَسَیُصْلِحُ اللّٰہُ تَعَالٰی بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

بے شک یہ میرا بیٹا یعنی حسن سید ہے اور قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ بسبب اس کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دومومنوں کی جماعت میں صلح کرادے گا۔

اور یہ امر بھی اظہر من الشمس ہے کہ بموجب پیشین گوئی سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''اِذَا مَلَکْتَ یَامُعَاوِیَۃُ اَمْرَ اُمَّتِیْ فَاتَّقِ اللّٰہَ وَاعْدِلْ ۔'' حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ ہونا تو لابدی ہی تھا مگر امیر معاویہ کی خطا اجتہادی تھی تو صرف اتنی سی بات میں کہ بوجہ معمر ہو جانے کے قبل از وقت طالب خلافت ہو گئے اور باہم کچھ جنگ وجدال ہو مگر نہ اتنا جتنا کہ بعض مورخوں نے عبارت آرائی کرنے کو رنگ کر دکھایا ہے۔ بلکہ اس لڑائی کو اگر نظر حق بیں سے دیکھا جائے تو باہم بطریق چشم نمائی تھی۔ اور نہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو جماعت معاویہ سے کسی کا قتل کرنا مقصود تھا، نہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جماعت علی کو قتل کرنا مدنظر۔ کَمَا ھُوَ ظَاھِرٌ مِّنَ الْاَحَادِیْثِ الْمَذْکُوْرَۃِ

اور بخاری شریف جلد اول مطبوعہ مطبع احمدی میرٹھ کے صفحہ ۳۷۲ میں ایک مفصل حدیث ہے جو ہمارے دعویٰ کو بطریق واضح بیان کر رہی ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ (یعنی) یَقُوْلُ اِسْتَقْبَلَ وَاللّٰہِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مُعَاوِیَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بِکَتَائِبَ اَمْثَالِ الْجِبَالِ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ اِنِّیْ لَاَرٰی کَتَائِبَ لَا تُوَلِّیْ حَتّٰی تَقْتُلَ اَقْرَانَھَا فَقَالَ مُعَاوِیَۃُ وَکَانَ وَاللّٰہِ خَیْرَ الرَّجُلَیْنِ اَیْ عَمْرُو اِنْ قَتَلَ ھٰؤُلَاءِ ھٰؤُلَاءِ وَھٰؤُلَاءِ ھٰؤُلَاءِ مَنْ لِّیْ بِاُمُوْرِ النَّاسِ مَنْ لِّیْ بِنِسَائِھِمْ مَنْ لِّیْ بِضَیْعَتِھِمْ فَبَعَثَ اِلَیْہِ رَجُلَیْنِ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَۃَ وَعَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَامِرٍ فَقَالَ اِذْھَبَا اِلٰی ھٰذَا الرَّجُلِ فَاعْرِضَا عَلَیْہِ وَقُوْلَا لَہٗ وَاطْلُبَا اِلَیْہِ فَاَتَیَاہُ فَدَخَلَا عَلَیْہِ فَتَکَلَّمَا وَقَالَا لَہٗ وَطَلَبَا اِلَیْہِ فَقَالَ لَھُمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِنَّا بَنُوْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ اَصَبْنَا مِنْ ھٰذَا الْمَالِ وَاِنَّ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ قَدْ عَاثَتْ فِیْ دِمَائِھَا قَالَا فَاِنَّہٗ یَعْرِضُ عَلَیْکَ کَذَا وَکَذَا وَیَطْلُبُ اِلَیْکَ وَیَسْاَلُکَ قَالَ فَمَنْ لِّیْ بِھٰذَا قَالَا نَحْنُ لَکَ بِہٖ فَمَا سَاَلَھُمَا شَیْئًا اِلَّا قَالَا نَحْنُ لَکَ بِہٖ فَصَالَحَہٗ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ اَبَابَكْرَةَ يَقُوْلُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ اُخْرٰى وَيَقُوْلُ اِنَّ اِبْنِىْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهُ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری سے سنا، فرماتے تھے قسم ہے خدا کی! معاویہ مقابلہ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جب بہت سارے لشکر مثل پہاڑوں کے لے آئے۔ عمرو بن العاص نے حضرت معاویہ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے لشکر اتنے ہیں کہ اب تو جانب مخالف کا سر توڑے بغیر پیٹھ نہ پھیریں گے، یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو خدا کی قسم! عمرو بن عاص سے بہت بہتر تھے۔ فرمایا: اے عمرو! اگر انہوں نے اُن کو قتل کیا اور اُنہوں نے اِن کو قتل کیا تو کون میرے لئے ضامن ہوتا ہے لوگوں کے کاروبار سنبھالنے کا اور ان کی عورتوں کے انتظام کا اور ان کے بچوں کی پرورش کا؟ اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دو آدمیوں کو بھیجا۔ جو قبیلہ قریش سے بنی عبد شمس کی شاخ سے تھے، جن میں سے ایک کا نام عبدالرحمٰن بن سمرہ اور دوسرا عبداللہ بن عامر تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں کو فرمایا کہ تم دونوں اس مرد مبارک کی خدمت میں جاؤ اور میرا مدعا ان پر پیش کرو، اور ان سے بات کر کے خلافت کی درخواست کرو، لہذا وہ دونوں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں روانہ ہوئے اور دونوں نے کچھ باتیں حسب مصلحت کر کے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے طالب خلافت ہوئے۔ اس کے جواب میں ان دونوں سے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ ہم بنی عبدالمطلب ہیں اور اس مال سے حصہ ہم کو پہنچتا ہے اور یہ جماعت اپنے خونوں میں لوٹ رہی ہے، ان دونوں نے عرض کی، وہ آپ کے اوپر ایسے ایسے امور پیش کر رہے ہیں، (جس کا خلاصہ تاریخ الخلفاء سے معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ مجھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو امر خلافت سپرد کر دو، تا کہ فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کے بعد میں امر خلافت پھر اخیر میں تمہارے ہی سپرد کر دوں گا) اور وہ تو آپ سے بطیب خاطر مانگتے ہیں۔ حضرت امام حسن نے یہ سن کر فرمایا: کہ اس بات کا ضامن کون ہوتا ہے؟ ان دونوں نے کہا ہم اس کے علاوہ جو کچھ بھی شرائط تفویض خلافت کے، حضرت امام حسن نے پیش کیے، یہ دونوں اس کے جواب میں کہتے رہے، ہم اس کے ضامن ہیں۔ لہٰذا حضرت امام حسن نے حضرت امیر معاویہ سے صلح کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ صلح نتیجہ اس حدیث کا تھا جو نہیں نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی سے سنی تھی۔ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ منبر پر رونق افروز ہیں حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے ایک جانب جلوہ فرما ہیں، کبھی آپ لوگوں کی طرف منہ کرتے ہیں اور کبھی حضرت امام حسن کی طرف اور فرماتے ہیں کہ بتحقیق یہ میرا بیٹا سردار ہے اور بے شک اس کے ذریعہ سے اللہ دو بڑی جماعت کے مسلمانوں میں صلح کرائے گا۔

اب میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں

اور دعا کرتا ہوں اللہ جلّ وعلا و تبارک و تعالیٰ ہمیں خالص و مخلص محب اہل بیت بنائے اور جھوٹے دعویداران محبت کے افعال و اقوال و اعتقاد سے محفوظ رکھے اور ہر صحابی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محبت میں رکھ کر سبّ و شتم سے مجتنب رکھے۔ آمین ثم آمین بحرمۃ النبی الامین علیہ وعلی آلہ واصحابہ الصلاۃ والتسلیم۔

چونکہ منصف کیلئے یہ عجالہ کافی ہے اور ضدی سخن پرور کے لئے دفتر بھی ناکافی، اس لئے برادرانِ اسلام سے درخواست کرتا ہوں کہ بنظر انصاف اس کا مطالعہ کر کے اہل بیت کرام اور صحابہ کرام کے بارے میں اپنا عقیدہ درست کریں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

اَصدق الصادقیں سید المتّقین
چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

یعنی عثمان صاحب قمیص ہدیٰ
حُلّہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام

مرتضےٰ شیر حق اشجع الاشجَعین
ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت عاشقِ رسول شاہ احمد رضا محدث بریلوی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

اَصدق الصادقیں سیدالمتّقین
چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

یعنی عثمان صاحب قمیص ہدیٰ
حُلّہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام

مرتضےٰ شیر حق اشجع الاشجعین
ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت عاشقِ رسول شاہ احمد رضا محدث بریلوی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari